جامعہ العالم

انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کا سنگ بنیاد۔۔۔اور
حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ کا چوتھا سالانہ عرس مبارک

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ
ملک التحریر علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث مولانا سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ

کی خاص تحریریں

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کی تقریب تقسیم انعامات

جمعیت العلماء پاکستان کا صوبائی تربیتی کنونشن

شیخ الاسلام مولانا شاہ احمد نورانی، امیر اہلسنت پیر میاں عبدالخالق قادری
اور پیر محمد عتیق الرحمان کی خصوصی شرکت

عالمِ اسلام کی عظیم درسگاہ

دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کے صد سالہ جشن کی مناسبت سے

سیدنا امام اعظم کے علمی اور سیدنا غوث اعظم کے روحانی جانشین، امام العصر، اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ

کی یاد میں عظیم الشان تاریخی

اب تاجدار بریلی نمبر حصہ دوم

شائع کر رہا ہے جس کے ساتھ تعاون آپ کی دینی فریضہ ہے۔

تحقیقی مضامین، شعرا کرام کا نذرِ عقیدت، فضلائے بریلی شریف کے تعارف و تاثرات کے علاوہ یادگار انٹرویوز بھی شامل ہوں گے آپ اس اشاعتِ خاص میں اپنے ادارہ کے اشتہار اور ایڈوانس کاپیاں بک کروا کر اعانت فرما سکتے ہیں

دعوتِ دین کے سلسلے میں آپ بھی دستِ تعاون بڑھائیے

برائے رابطہ محمد محبوب الرسول قادری (انٹرنیشنل غوثیہ فورم)

چیف آرگنائزر انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب پاکستان

فون نمبر: 0454-721787-042-7594003

موبائل: 0300-9429027

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

انٹرنیشنل غوثیہ فورم

Mob: 0300-9429027

Ph: 0454-721787

انوار رضا لائبریری بلاک نمبر 4 جوہر آباد ضلع خوشاب

آئینہ

اپنی بات

حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی رحلت

جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ۲۸ اگست ۲۰۰۳ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب دل کا دورہ پڑنے سے اچانک رحلت فرما گئے......انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے انتھک محنت کی توفیق اور اخلاص کی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا تھا وہ طویل عرصہ تک تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ رہے ان کا شمار اچھے منتظم اور ماہر مہتمم مدرسین میں ہوتا تھا۔ انہیں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری چشتی قدس سرہ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

شیخوپورہ میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے جدید تقاضوں کے مطابق قیام، فتاویٰ رضویہ شریف، الدولۃ المکیہ اور اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کی دیگر کتابوں کی بین الاقوامی معیار پر اشاعت، ان کے بڑے کارنامے ہیں۔

دنیا بھر میں مرحوم کے بلا مبالغہ ہزاروں شاگرد خدمت دین متین پر مامور ہیں "انوار رضا" کے "تاجدار بریلی نمبر" میں ہم نے موصوف کی خدمات کے احاطہ کے لیے ایک "خاص نمبر" کی اشاعت کی ضرورت کی طرف جرائد اہلسنت کو توجہ دلائی تھی جو ان کی زندگی میں تو نہ ہوسکا تاہم اللہ تعالیٰ مولانا محمد نواز جلالی اور ان کے دیگر رفقاء کو جزاء عطا فرمائے جنھوں نے مجلہ "النظامیہ" لاہور کا سوا چار سو صفحات پر محیط "مفتی اعظم پاکستان نمبر" شائع کر کے مرحوم کو شایان شان طریقے سے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ یہ نمبر ہر گھر اور لائبریری کے لیے معلومات افروز ثابت ہوگا یہ نمبر پہلی فرصت میں جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور سے حاصل کر لیا جائے ہم حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے جملہ پسماندگان، شاگردوں، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ کے تمام اساتذہ، طلبہ خصوصاً عزیز گرامی علامہ صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی حفظہ اللہ تعالیٰ سے تعزیت گزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔

غبار راہ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

(مدیر اعلیٰ)

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۳ء

۸ بجے صبح

درس قرآن پاک

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُۚ لَمْ یَلِدْ ﳔ وَلَمْ یُوْلَدْۙ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۠

"تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے (۱)۔ اللہ بے نیاز ہے (۲)۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی" (کنز الایمان)

سورۂ اخلاص مکیہ وبقول بعض مدنیہ ہے اس میں ایک رکوع چار یا پانچ آیتیں پندرہ کلمے سینتالیس حروف ہیں۔ احادیث میں اس سورت کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اس کو تہائی قرآن کے برابر فرمایا گیا ہے۔ یعنی تین مرتبہ اسکو پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے۔ ایک شخص نے سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اس سورت سے بہت محبت ہے فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی)

شانِ نزول: کفار عرب نے سید عالم ﷺ سے اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے سوال کیئے کوئی کہتا تھا کہ اللہ کا نسب کیا ہے، کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے، کس چیز کا ہے، کسی نے کہا وہ کیا کھاتا ہے، کیا پیتا ہے ربوبیت اس نے کس سے ورثہ میں پائی اور اس کا کون وارث ہوگا ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنی ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات واوہام کی تاریکیوں کو جن میں وہ لوگ گرفتار تھے۔ اپنی ذات وصفات کے انوار کے بیان سے مضمحل کر دیا (۱) ربوبیت والوہیت میں صفات عظمت وکمال کے ساتھ موصوف ہے مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ (۲) ہر چیز سے، نہ کھائے نہ پیئے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے۔ کیونکہ کوئی اس کا مجالس نہیں، کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔ یعنی کوئی اس کا ہمتا و عدیل نہیں اس سورت کی چند آیتوں میں علم الٰہیات کے نفیس واعلیٰ مطالب بیان فرما دیے گئے جن کی تفصیلات سے کتب خانے کے کتب خانے لبریز ہو جائیں۔ (خزائن العرفان)

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی o فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی o فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰیo
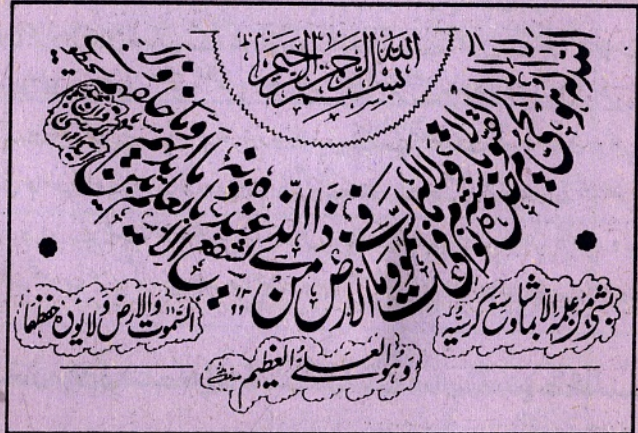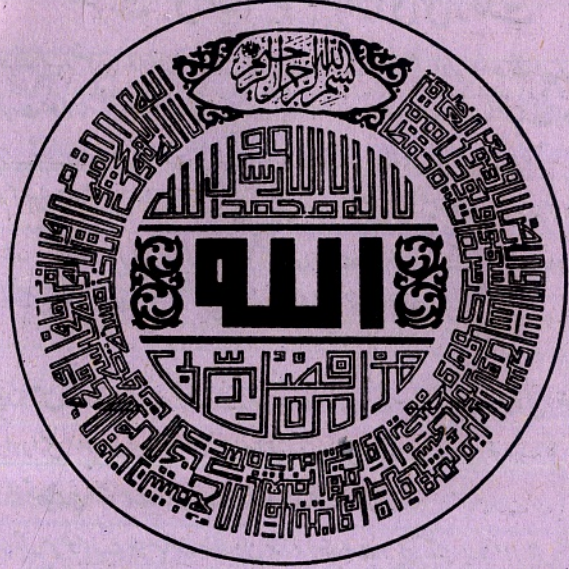
"پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی" (کنزالایمان)

اس کے معنی میں مفسرین کے کئی قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبریل کا سید عالم ﷺ سے قریب ہونا مراد ہے کہ وہ اپنی صورت اصلی دکھا دینے کے بعد حضور سید عالم ﷺ کے قرب میں حاضر ہوئے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ سید عالم ﷺ حق کے قرب سے مشرف ہوئے تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہی صحیح تر ہے۔ اس میں بھی چند قول ہیں ایک تو یہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج و وصول مراد ہے اور اتر آنے سے نزول و رجوع، تو حاصل معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیضیاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ ہوئے دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے مقرب درگاہ ربوبیت ہو کر سجدہ طاعت ادا کیا۔ (روح البیان)

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہوا جبار رب العزت الخ (خازن)۔ یہ اشارہ ہے تاکید قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور باادب احباء میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنی غایب کو پہنچی۔ اکثر علماء مفسرین کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وحی فرمائی (جمل)

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ خدا اور رسول کے درمیان کے اسرار ہیں جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں بقلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب کو کیا وحی فرمائی اور محب و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا (روح البیان) علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس شب میں جو آپ کو وحی فرمائی گئی وہ کئی قسم کے علوم تھے۔ ایک تو علم شرائع و احکام جن کی سب کو تبلیغ کی جاتی ہے دوسرے معارف الٰہیہ جو خواص کو بتائے جاتے ہیں۔ تیسرے حقائق و نتائج علوم ذوقیہ جو صرف اخص الخواص کو تلقین کیئے جاتے ہیں اور ایک قسم وہ اسرار جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ خاص ہیں کوئی ان کا تحمل نہیں کر سکتا۔ (خزائن العرفان)

✿ ✿ ✿
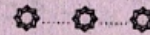
درس حدیث پاک

مولانا سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَذَھَبَ بِہٖ رَجُلٌ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰی یَتَنَاوَلَہٗ

"اگر ایمان ثریا کے پاس ہو تو مردان فارس میں سے ایک شخص اس تک پہنچ جائے گا اور اس کو حاصل کرلے گا" (صحیح مسلم شریف)

امام سیوطی اور دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے بخاری و مسلم کی اس حدیث سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی کو مراد لیا ہے کیونکہ فارس کے علاقوں سے کوئی ایک شخص بھی امام اعظم جیسے علم و فضل کا حامل نہ ہوا اور نہ ہی کسی کو آپ جیسا بلند مقام نصیب ہوا۔

یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ امام جلال الدین سیوطی، امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد نہیں بلکہ امام شافعی کے مقلد ہیں نیز حافظ ابن حجر ہیتمی مکی بھی حنفی نہیں بلکہ امام شافعی کے مقلد ہیں اور ان دونوں بزرگوں نے امام اعظم کی فضیلت پر بالترتیب "تبییض الصحیفہ" اور "الخیرات الحسان" تحریر کیں اور بخاری و مسلم کی مذکورہ حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ ہی کو قرار دیا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں، "امام ابوحنیفہ کی شان میں آقا و مولیٰ ﷺ کے اس ارشاد سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ:

انہ قال ترفع زینۃ الدنیا سنۃ خمسین ومائۃ۔ "دنیا کی زینت ایک سو پچاس سن ہجری میں اٹھا لی جائے گی"۔ اس حدیث کی شرح میں شمس الائمہ امام کردری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث امام ابوحنیفہ پر صادق آتی ہے کیونکہ آپ ہی کا انتقال اس سن میں ہوا" (الخیرات الحسان: ۵۳)

علماء کرام نے اس حدیث کا مصداق سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اس لیے قرار دیا کیونکہ اُس سال دنیا کے سب سے بڑے اور معروف جس عالمِ دین کا وصال ہوا، وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ بِقَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ اُمَّتِکَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ (مشکوٰۃ باب البیان والشعر)

"روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس رات (معراج) ہم کو سیر کرائی گئی، ہم ایسی قوم پر گزرے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ تو ہم نے کہا کہ جبریل یہ کون لوگ ہیں کہا! یہ آپ کی امت کے واعظین ہیں، جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں"۔ (ترمذی)

یعنی لوہے کی قینچی آگ سے گرم کی ہوئی ہے۔ آگ بھی دوزخ کی تو ان کا تپنا گرم ہونا بھی نہایت ہی سخت ہوگا۔

مرقاۃ نے فرمایا کہ خطباء میں بے عمل عالم، واعظ، شاعر سب ہی داخل ہیں خیال رہے کہ بے عمل عالم سے بدعمل عالم زیادہ برا بھی ہے خطرناک بھی۔ فی زمانہ واعظین عمل کا وعظ ہی نہیں کرتے، شعرخوانی خوش الحانی قصے کہانی میں وقت پورا کرتے ہیں۔ ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے جب مسلمان علماء کے وعظ سن کر بعد میں یاد کرتے تھے کہ مولوی صاحب نے آج فلاں فلاں مسئلہ بیان کیا۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ جبریل امین نے عرض کی کہ یہ آپ کی امت کے وہ خطباء مقررین، مبلغین اور واعظین ہیں جن کی تقریر سے فتنے اٹھ کھڑے ہوتے اور جو خود بے عمل ہوتے اور دوسروں کو اعمال صالحہ کی تلقین کرتے۔

﴿ترجمہ: تفسیر دان عالم کو میری طرف سے کہہ دو، اگر تم عمل میں کوشش نہ کروگے تو تم بے وقوف مفسر ہو۔ علم بے عمل اس درخت کی طرح ہے جس پر پھل نہ ہو﴾ (روح البیان)

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

نذرانہ عقیدت.....خواجہ غلام قطب الدین فریدی

حمد باری تعالیٰ

پروردگار خلق سمیع و بصیر ہے
آگاہ حال ہے کہ علیم و خبیر ہے
عالم تمام اس کے کرم سے ہیں فیضیاب
ہر اک سے بے نیاز اسی کا فقیر ہے
اس کو شعور و فکر میں لائے کسے مجال
اس کی کوئی مثال نہ کوئی نظیر ہے
ایجاد کائنات ہوئی اس کے حکم سے
قادر ہر ایک شے پہ وہ رب قدیر ہے
اس کے بغیر کس کو زمانے میں ہے ثبات
گردش میں کائنات ہے، مہر منیر ہے
ہر رنج و غم سے اس کو رہائی ہوئی نصیب
ذکر خدائے پاک میں جو دل اسیر ہے
گھبرائے قطب گردش دوراں سے کس لیے
حلال مشکلات جو اس کا نصیر ہے

نعت سرور کائنات ﷺ

وہ بادشاہ حسن میں ادنیٰ فقیر ہوں
خوش بخت ہوں کہ زلف نبی کا اسیر ہوں
کشکول جان میں ہے تو زر نسبت رسول
اہل نظر میں ایک انوکھا امیر ہوں
وہ خوب جانتے ہیں مرے حال زار کو
میں بندۂ حبیب علیم و خبیر ہوں
غم کو عطائے یار سمجھتا ہوں اس لیے
فضل خدا سے ملک وفا کا سفیر ہوں
اس منبع کرم سے کرم کا سوال ہے
امیدوار لطف کریم و بشیر ہوں
یہ کوچہ رسول کی ہیں عظمتیں تمام
رہتے ہوئے میں خاک پر زیب سریر ہوں
روشن نبی کے نور سے ہو گا مزار قطب
وابستۂ جمال سراج منیر ہوں

منقبت بحضور محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ

ہر کس و ناکس کے ہیں حاجت روا غوث جلی — اک نظر ہو صدقہ مشکل کشا غوث جلی
از طفیل خواجہ ہند الولی اک عرض ہے — بخشوا دیجئے مری ہر اک خطا غوث جلی
آپ ہیں محبوب سبحانی خدا کے فضل سے — آپ کی محبوب ہے ہر اک ادا غوث جلی
بھیک ملتی ہے ولایت کی اسی دہلیز پر — اولیاء جب آ چکے ہیں زیر پا غوث جلی
حاضری مقبول میری ساتھیوں کے ساتھ ہو — ہے فقط اتنا سا دل کا مدعا غوث جلی
یا شہ بغداد سن لو قطب کی بہر خدا — دے رہا ہوں آپ کے در پر صدا غوث جلی

(بے تابی.....سے انتخاب)

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں امت مرحومہ کا استغاثہ

نتیجہ فکر: محمد سعید احمد بدر قادری لاہور

ملت بیضا کی حالت ہے زبوں
چار جانب بہہ رہا ہے ان کا خوں
ان کا ہر اک فعل بے سوز دروں
ہے کہاں اب جذبہ و جوش و جنوں
آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

بے سکوں بغداد و تہران و حلب
کابل و غزنی کے افغاں جاں بلب
حکمراں دلدادۂ عیش و طرب
ہند کے مسلم تہ قہر و غضب
آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

سرزمین ہند ہے محشر سرا
اہل ایماں ہیں شکار ابتلا
بہہ رہا ہے خون مسلم جابجا
ان کا حامی ہے نہ کوئی آسرا
آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

سطوت ماضی ہے اب خواب و خیال
ہر کہیں ہے باہمی جنگ و جدال
فقر بوذر ہے نہ وہ عشق بلال
ہے گہن کی زد میں خورشید جلال
آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

مشرق و مغرب تھے کل زیر نگیں
آج جائے امن دنیا میں نہیں
نیم جاں ہیں بیت اقدس کے مکیں
دم سمر قند و بخارا میں نہیں
بس آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

ہر طرف ہے کربلا کا معرکہ
اہل حق ہیں خاک و خوں میں مبتلا
مل گیا ہے جن کو اونچا مرتبہ
ہیں سراپا پر دغل اہل ریا
آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

آگہی اک جرم ہے میرے حضور!
ہیں گرفتار بلا اہل شعور!
جابجا بوجہل کا ہے پھر ظہور
اب سنائے کون پھر آیات نور
آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

ہے چمن میں بے حیائی کا چلن
چار جانب زن ہے یا تصویر زن
ہیں مذلت میں مگن اہل وطن
بے حیا نغموں سے سوزاں ہے چمن
آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

زندگی بے عشق ہے شرمندگی
ہے شرار عشق سے تابندگی
آپ ﷺ سے میری گزارش ہے یہی
ہو عطا جذب تعشق یا نبی ﷺ
آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

اے شفیع المذنبیں! ظل خدا
ہے گزارش نیز اے شاہ ہدیٰ
ہو شفاعت آپ کی روز جزا
مغفرت فرمائے گا رب علا!
بس آپ کی چشم عنایت چاہیے یارسول اللہ! کرم فرمائیے

حضور ﷺ کے موئے مبارک

تحقیق وتحریر: مولانا سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ

نبی کریم ﷺ کے بال مبارک نہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ ان دونوں کیفیات کے درمیان یعنی کچھ خمدار تھے۔ آپ کے بال مبارک پہلے کانوں کی لوتک ہوتے پھر بڑھ کر کانوں سے نیچے ہوجاتے اور کبھی دوش اقدس تک پہنچ جاتے۔

بعض لوگ رحمت عالم ﷺ کی زلف مبارک کا ذکر کرنے پر چراغ پا ہوتے ہیں کہ ”یہ کون سا دین کی باتیں ہیں“ وہ بنظر انصاف ان احادیث کریمہ کا مطالعہ فرمائیں جن میں سرکار ابد قرار ﷺ کے گیسوئے مبارک کا ذکر حضور علیہ السلام کے تربیت یافتہ صحابہ کرام نے فرمایا ہے وماتوفیقی الاباللہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول کریم ﷺ کے موئے مبارک نہ بالکل خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے“۔ (بخاری)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”آپ ﷺ کے بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نہ نکالتے۔ جب بال مبارک بڑھ جاتے تو کان کی لو سے تجاوز کر جاتے“ (شمائل ترمذی)

اس حدیث پاک کی شرح میں علماء فرماتے ہیں اگر آسانی سے مانگ نکل آتی تو آپ نکال لیتے اور اگر کنگھی کی ضرورت ہوتی تو، کنگھی نہ ہونے کی صورت میں نہ نکالتے اور جس وقت کنگھی موجود ہوتی، آپ مانگ نکال لیتے۔ بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ابتدا میں حضور ﷺ مشرکوں کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نہ نکالتے تھے پھر آپ اہل کتاب کی مخالفت میں مانگ نکالنے لگے جیسا کہ شمائل ترمذی کی ایک اور حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کے بال مبارک نہ تو زیادہ پیچ دار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ خمدار تھے''

(شمائل ترمذی)

آپ ہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ آقا ﷺ کے موئے مبارک نہایت حسین وخوبصورت تھے۔ (ابن عساکر)

حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں حضور ﷺ کے چہرہ انور کی حسین سفید رنگت اور آپ کی زلفوں کی گہری سیاہی کو نہیں بھول سکتا'' (ابن عساکر)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رحمت عالم ﷺ کے مبارک گیسوؤں کا ذکر ان پیارے الفاظ میں کرتے ہیں:

''میں نے کوئی زلفوں والا سرخ جبہ میں اپنے آقا ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل نہیں دیکھا آپ کے پیارے پیارے گیسو آپ کے مبارک شانوں کو چھو رہے تھے'' (شمائل ترمذی)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ جب یہ بات بیان فرماتے تو ہمیشہ مسکرا دیتے۔ (دلائل النبوۃ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ؛ جانِ کائنات ﷺ کے گیسو مبارک کانوں کی لوتک تھے میں نے سرخ جبے میں ملبوس آپ سے بڑھ کر کوئی حسین نہ دیکھا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے بال مبارک کانوں اور دونوں شانوں کے درمیان تھے۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔ (شمائل ترمذی)

ان احادیث مبارکہ سے نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کی دو حالتیں واضح ہیں ایک

ابتدائی یعنی کان کے نصف یا کان کی لوتک گیسو مبارک ہوتے اور دوسری انتہائی کہ گیسوئے مصطفی ﷺ شانوں کو چھونے لگتے نیز حجۃ الوداع کے موقع پر سید عالم ﷺ کا بال مبارک منڈوا دینا بھی ثابت ہے۔ اب تینوں حالتوں کو عاشق صادق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے دو ایمان افروز اشعار میں ملاحظہ فرمائیں ۔

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

آخر حج غم امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

امام قرطبی خصائص مصطفیٰ ﷺ کے بیان میں فرماتے ہیں:

''نبی کریم کے بال مبارک پیدائشی طور پر کنگھی شدہ تھے''

اس لئے ایک صحابی کا ارشاد ہے کہ:

''حضور ﷺ کبھی کبھار کنگھی کرتے تھے'' (شمائل ترمذی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لیے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آقا ﷺ سر مبارک پر اکثر تیل لگاتے اور داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے اور عمامہ مبارک کے نیچے ایک رومال رکھ لیتے (تاکہ عمامہ خراب نہ ہو) وہ رومال تیل سے تر رہتا تھا'' (شمائل ترمذی)

اعلیٰ حضرت نے اس کی بہت خوب منظر کشی فرمائی ہے، فرماتے ہیں ۔

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

عشق مصطفی ﷺ کا جذبہ ہے جو امام اہلسنت کو اپنے آقا کی بارگاہ میں یوں لب کشا کرتا ہے۔

دیکھو قرآں میں شب قدر ہے تا مطلع فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہوجائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

حضور ﷺ نے جب حج کے موقع پر بال مبارک ترشوائے تو صحابہ کرام حلقہ باندھے ہوئے مستعد تھے کہ حضور علیہ السلام کا کوئی موئے مبارک زمین پر نہ گرے بلکہ ہم میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ آئے۔ (مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ آقا علیہ السلام نے اپنے موئے مبارک اپنے پروانوں میں خود تقسیم فرمادیئے۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

ابن سیرین ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ ؓ سے کہا، ہمارے پاس آقا و مولیٰ ﷺ کے کچھ موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس ؓ یا ان کے اہل خانہ سے ملے ہیں، تو حضرت عبیدہ ؓ نے فرمایا! آقا علیہ السلام کا ایک بال مبارک میرے پاس ہونا مجھے دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب ہے"۔ (بخاری)

صحابہ کرام ان بالوں سے برکت حاصل کرتے تھے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ ﷺ کا ایک موئے مبارک چاندی کی ڈبیا میں محفوظ تھا، آپ اس موئے مبارک کو پانی میں ڈبوتیں، جو بیمار اس پانی کو پیتا شفا پاتا۔ (بخاری)

حضرت انس ؓ نے وصیت فرمائی کہ بعد وصال آقا علیہ السلام کا موئے مبارک میری زبان کے نیچے رکھ دیا جائے پس ایسا ہی کر کے انہیں دفن کیا گیا (الاصابہ) حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ نے بھی حضور علیہ السلام کے مبارک بال اور ناخن کے تراشے کفن میں رکھنے کی وصیت فرمائی، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت خالد بن ولید ؓ نے اپنی ٹوپی میں موئے مبارک سی رکھے تھے جس کی

بقیہ صفحہ نمبر 46 پر ملاحظہ فرمائیں

رسول کریم ﷺ کا لباسِ مبارک

از تبرکات: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ
ترجمہ: مولانا محمد شہزاد مجددی

اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسالت مآب ﷺ کی تعریف و توصیف کے بعد گزارش ہے کہ یہ مختصر رسالہ جناب سید البشر صلی اللہ علیہ والہ و اصحابہ و تابعیہ و تبع تابعیہ الی یوم الحشر والنشر ... کے لباس مبارک کے بارے میں ہے۔ اس کی تالیف کا بنیادی اور حقیقی مقصد یہ ہے کہ اس منشور پر نور کا فیض، عام مسلمانوں تک پہنچے اور وہ اس لباس کے استعمال سے گریز کریں جس کا سلوانا اور پہننا بدعت اور بدمذہب و گمراہ لوگوں کا طریقہ ہے اور اتباع سنت مبارکہ کی راحت و لذت سے بہرہ ور ہو کر بہترین بھلائی اور اجر عظیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے فیوض و برکات سے بھی مالا مال ہوں اور دعائے خیر و فاتحہ خوانی میں فقیر حقیر عبدالحق بن سیف الدین دہلوی البخاری رحمتہ اللہ علیہما (مصنف رسالہ ہذا) کو یاد رکھیں۔ توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔

لباس کے آداب

معلوم ہو کہ لباس (پہناوا) مصدر ہے اور ملبوس کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیساکہ کتاب بمعنی مکتوب۔ پگڑی، قمیض، جبہ، ٹوپی، چادر، تہبند اور ہروہ چیز جسے پہنا جاتا ہے لباس میں شامل ہے۔ اہل ایمان پر پوشیدہ نہ رہے کہ آنحضرت سید الانبیاء سند الاصفیاء ﷺ کا لباس اکثر سفید کپڑے کا ہوتا اور آپ سفید لباس کو بے حد پسند فرماتے تھے' جیساکہ روایت میں ہے۔ (ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سفید لباس اختیار کرو اپنے زندوں کو یہی پہناؤ اور فوت شدگان کو بھی اس میں کفن دو بے شک یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہترین کپڑا ہے۔ (اور دوسری روایت میں) فرمایا۔

سفید لباس پہنو! بے شک یہ زیادہ صاف و شفاف ہوتا ہے اور اس میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اور "بستان" فقیہ ابواللیث (علیہ الرحمتہ) میں ہے سفید اور سبز لباس مستحب ہے۔"

" شرعة" میں ہے' سب سے بہترین رنگ سفید ہے اور سبز رنگ کی طرف دیکھنا بینائی میں اضافہ کرتا ہے اور بے شک حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سبز چادر اوڑھی اور سفید لباس سنت ہے۔ مردوں کے لیے سرخ و زرد لباس ممنوع ہے اور " ملتقط" میں ہے۔

سیاہ لباس نہ تو سنت ہے نہ ہی اس میں کوئی فضیلت و بزرگی ہے بلکہ کراہت ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نکالی جانے والی بدعت ہے۔

"روضة العلماء" میں ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "سیاہ لباس جائز نہیں" وجہ یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں سیاہ لباس اس طرح استعمال نہیں ہوتا تھا اور اس کا پہننا عیب و نقص سمجھا جاتا تھا۔

امام ابو یوسف و امام محمد رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

جائز ہے کیونکہ ان کے زمانہ کے لوگ اسے فخریہ طور پر پہنتے تھے "کنز الد قائق" میں ہے۔

"سیاہ لباس مستحب ہے"

شرعتہ میں ہے۔

بے شک نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے سیاہ عمامہ باندھا اور اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا۔

دستار میں سنت یہ ہے کہ مکمل طور پر سفید ہو (بغیر کوئی اور رنگ ملائے) آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید' کبھی کبھار سیاہ اور شاذو نادر سبز ہوتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ میدان جنگ اور جہاد میں آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ "خود" (ہیلمٹ نما لوہے کا سربند) پہننے کے سبب سفید دستار سیاہی مائل لگتی تھی۔ لیکن یہ ثابت ہے کہ آپ نے کبھی کبھار سیاہ رنگ کی دستار استعمال فرمائی ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ جو دستار مبارک گھر میں استعمال فرماتے تھے اس کی لمبائی سات یا آٹھ گز بیان کی گئی ہے۔ نماز پنج گانہ میں آپ کی دستار شریف بارہ گز عیدین و جمعہ میں چودہ گز اور غزوہ و جہاد میں پندرہ گز تک ہوتی تھی۔ علمائے متاخرین کے نزدیک حاکم وقت' قاضی' مفتی' فقیہ' غازی اسلام اور مشائخ طریقت کا اکتیس گز لمبی دستار باندھنا ان کے مقام و منصب اور وقار و تمکنت کی رو سے جائز ہے۔

عمامہ باندھنے میں سنت یہ ہے کہ عمامہ نہ تو زیادہ لمبائی میں ہو اور نہ زیادہ چوڑائی میں اور اس کی چوڑائی نصف گز ہو۔ اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ دستار کی کم از کم لمبائی سات گز ہے اور اس گز سے مراد چوبیس انگشت یا چھ قبضے (مشت) ہے۔ سنت طریقہ یوں ہے کہ عمامہ قبلہ رو کھڑے ہو کر باوضو باندھا جائے اور کھولتے وقت پورا اتارنے کی بجائے ایک ایک بند (بل) کرکے کھولا جانا چاہئے' باندھنے کے بعد آئینے یا پانی میں عکس دیکھ کر درست کرے اور شملہ چھوڑے۔ شملہ میں اختلاف ہے۔ اکثر اوقات حضور علیہ الصلوۃ والسلام پشت کی جانب شملہ چھوڑتے اور کبھی کبھار دائیں جانب جبکہ بائیں جانب چھوڑنا بدعت ہے۔

شملہ کی کم از کم مقدار چار انگل (انگشت) اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ (ایک گز شرعی) ہے۔ شملہ کا نصف کمر سے نیچے تک ہونا بدعت ہے۔ صرف نماز کے وقت شملہ (اہتماماً) چھوڑنا بھی سنت کے مطابق نہیں ہے۔ شملہ کا چھوڑنا مستحب اور سنن زوائد میں سے ہے اور اسے ترک کرنا گناہ نہیں اور اگر چھوڑا جائے تو بے حد اجرو ثواب اور فضیلت کا باعث ہے۔

"روضتہ العلماء" میں ہے۔ ترجمہ۔ "عمامہ کا شملہ پشت پر چھوڑنا مستحب ہے" شملہ سنت موکدہ نہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کبھی شملہ چھوڑتے تھے کبھی نہیں فقہاء کرام شملہ چھوڑنے کو سنت موکدہ سمجھتے ہیں اور اس بارے میں بہت سارے دلائل و براہین پیش کرتے ہیں۔ بعض لوگ بائیں جانب شملہ چھوڑتے ہیں حالانکہ اس پر کوئی معتبر اور مضبوط سند نہیں ہے اگرچہ کچھ دلائل اس حوالے سے لکھے گئے ہیں۔ علمائے متاخرین اپنے زمانے کے کم فہم اور جاہل لوگوں کے طنزو تمسخر کے باعث سوائے پنج وقتہ نمازوں کے شملہ نہیں چھوڑتے۔

نیز "فتاویٰ حجتہ" اور "جامع" میں ہے۔ ترجمہ: شملہ کا ترک کرنا گناہ ہے اور دو رکعت شملہ کے ساتھ ستر رکعت بغیر شملہ ادا کرنے سے بہتر ہے مقدار شملہ کی چھ مختلف نوعیتیں ہیں۔ قاضی کے لیے پینتیس (۳۵) انگشت، خطیب کے لیے اکیس (۲۱) انگشت، عالم کے لیے ستائیس (۲۷) انگشت، طالب علم کے لیے سترہ (۱۷) انگشت، صوفی کے لیے سات (۷) انگشت اور عام شخص کے لیے چار انگشت ہے۔ عمامہ بیٹھ کر نہیں باندھنا چاہیے اور شلوار یا تہبند کھڑے ہو کر نہیں پہننی چاہیے۔ روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے عمامہ بیٹھ کر باندھا اور شلوار کھڑے ہو کر پہنی وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی کوئی دوا نہیں۔"

اور اگر معذور ہو تو (عمامہ بیٹھ کر اور شلوار کھڑے ہو کر پہننا) جائز ہے بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنے لیے سبز یا سیاہ لباس مخصوص نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ و ناجائز ہے۔ اس ضمن میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، رب تعالیٰ روز قیامت اسے ذلت کا لباس پہنائے گا ___ کبھی کبھار ہو تو منع نہیں ہے۔ بہترین لباس سفید ہے۔ سبز و سیاہ، قمیض و پاجامے اور سبز و سیاہ چادر کے ساتھ بادشاہوں اور امراء کے گھروں میں نہ جائے کہ یہ منع ہے۔

کلاہ مُبارک یعنی ٹوپی کا تذکرہ

ٹوپی (کلاہ) کی دو قسمیں ہیں، ایک لاطیہ دوسری ناشزہ "لاطیہ" اسے کہتے ہیں جو سر کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے استعمال فرمایا ہے ناشزہ اس ٹوپی کو کہتے ہیں جو سر سے ملی ہوئی نہ ہو بلکہ اوپر کی طرف اٹھی ہوئی ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کبھار بھی اسے استعمال فرمایا ہے۔ بعض مشائخ سر پر اسی طرح باندھتے ہیں اور یہ جائز ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ٹوپی مبارک لاطیہ تھی جسے آپ عمامہ کے نیچے استعمال فرماتے اور کبھی بغیر لاطیہ کے (ناشزہ پر) باندھتے تھے۔ آپ کے عمامہ باندھنے کا انداز

گولائی میں گنبد نما ہوتا تھا، عرب کے علماء و شرفا اسی طریقہ سے باندھتے ہیں۔

قمیض مُبارک کا تذکرہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر قمیض زیب تن فرماتے اور کبھی سرخ حلہ پہنتے تھے، حلہ سے مراد دو کپڑے یا دو بڑی چادروں کا لباس ہے۔ حمراء (سرخ) کا مطلب، سرخ دھاریاں ہیں نہ کہ مکمل سرخ لباس کیونکہ مکمل سرخ لباس ممنوع ہے اور اسے جلا دینے تک کا حکم ہے اور ارشاد ہے۔

ان هذا لباس الکفار یہ کافروں کا لباس ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہترین چادروں میں ملبوس دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی اظہار نعمت کے لیے زرق برق خوبصورت لباس پہنے تو مستحق ثواب ہے اور اگر غرور و تکبر سے پہنے تو لائق مواخذہ و گرفت ہوگا۔

"خلاصہ" میں ہے حسین و جمیل لباس استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگر تکبر سے خالی ہو اور "مجمع النوازل" میں ہے۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لائے تو آپ نے ایک ہزار درہم کے برابر قیمت کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور (ایک مرتبہ) نماز میں کھڑے ہوئے تو چودہ سو درہم کی چادر جسم اطہر پر تھی۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی چادر مبارک کی قیمت چار سو دینار تھی اور آپ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے۔

"جب تم اپنے شہروں کو واپس جاؤ تو لازماً اچھے کپڑے پہن کر جاؤ۔"

آنحضرت ﷺ نے سیاہ پیراہن (منقش) چھپائی دار لباس پہنا ہے پوستین (گرم عبا جس میں روئی بھری ہوتی ہے) جس کے کنارے کام دار تھے۔ بھی آپ نے استعمال فرمائی ہے اور "قنیہ" میں ہے۔ بڑا عمامہ باندھنا اور کھلا لباس پہننا دین کی تبلیغ کرنے والے علماء کے لیے بہتر ہے سوائے عورتوں کے۔

لباس کے استعمال میں بنیادی بات اس کا حلال کمائی سے ہونا ہے کیونکہ حرام کمائی سے حاصل کیا جانے والا لباس پہن کر پڑھی جانے والی فرض اور نفل نماز قبول نہیں ہوتی اور فضیلت اس بات میں ہے کہ (ترجمہ) ایسا کپڑا پہنا جائے جو متوسط ہو، نہ

تو بہت زیادہ چمک دمک والا ہو اور نہ ہی بہت بوسیدہ اور وہ لباس جو آج کل لوگوں میں بہت مشہور اور عام ہے یعنی (شلوار کرتہ) دو مرتبہ سے زیادہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے استعمال نہیں فرمایا۔ ایک بار اس وقت پہنا جب شاہ حبشہ نجاشی نے تحفتہ" آپ کی خدمت میں بھجوایا' آپ نے ایک بار پہن کر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔ دوسری مرتبہ یمن سے آنے والے تحائف اور ہدیوں میں آیا اسے ایک مرتبہ پہن کر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

گریبان وجیب شریف کا ذکر

آپ کی قمیض کا گریبان سینے کے بائیں جانب بنایا جاتا تھا اور اس کے باندھنے کی جگہ دائیں جانب ہوتی تھی۔ جیساکہ آج کل رواج اور مشہور طریقہ ہے۔ روضۃ المعانی اور "زاد الفقہا" جوکہ بالترتیب امام بخاری اور امام نووی علیہما الرحمتہ کی تصانیف ہیں' میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ لباس میں گریبان دائیں جانب ہونا چاہیے۔ روضۃ المعانی" میں ہے کہ پہلے وقتوں میں مجاہدین اسلام کفار سے جہاد کرتے رہنے کے باعث مال غنیمت سے بھی حصہ پاتے تھے لہذا وہ دوران سفر کھجور' روٹی اور دیگر کھانے پینے کی اشیاء گریبان و جیب ہی میں رکھتے اور بائیں ہاتھ میں گھوڑے کی لگام پکڑ کر دائیں ہاتھ کے ساتھ ایک ایک نوالہ اور ایک ایک کھجور تناول فرماتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں لباس کا گریبان اسی طریقہ سے ہوتا تھا۔ جو لوگ اس عمل کو نئی بدعت کہتے ہیں۔ یہ ان کی ناواقفیت کا سبب ہے۔ بخارا کے اہل علم و فضل راہ چلتے کتاب یا اس کا کوئی جز اسی طرح بغل یا جیب میں رکھتے اور راستے میں نکال کر مطالعہ کرتے جاتے تھے۔ شاہی مجالس' علماء و صلحاء اور بزرگان دین کی محافل سے کھانا کھانے کے بعد یہ لوگ روٹی وغیرہ تبرکا" جیب میں رکھ لیتے تاکہ دوسرے ملنے والوں اور اپنے اہل خانہ کو بھی اس بابرکت لقمے کے فیوضات سے بہرہ ور کریں۔ زر و نقدی اور پیسے بھی جیب میں رکھتے اور یہ طریقہ استعمال جیب و گریبان کے دائیں جانب ہونے کی صورت میں ہی ممکن ہے' کیونکہ اگر جیب کا رخ بائیں جانب ہوتا تو سیدھا ہاتھ استعمال نہ ہو پاتا اور بایاں

ہاتھ استعمال کرنے سے خاصی وقت پیش آتی۔ جیب و گریبان کا رخ بائیں جانب رکھنا کفار و مجوس کا طریقہ اور ممنوعات اسلام میں سے ہے۔ اسلامی حاکم اور قاضی کو چاہئے کہ بائیں جانب گریبان بنانے سے (لوگوں کو) منع کریں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایک شخص ایسا لباس پہن کر جس کے گریبان کا رخ بائیں جانب تھا عدالت میں گواہی دینے کے لیے آیا تو قاضی وقت نے اس کی گواہی کو قبول نہیں کیا۔

حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری قدس اللہ سرہ الاقدس جوکہ کبار علماء اور مشائخ کاملین میں سے ہوئے ہیں۔ (مکتوبات صدی) مکتوب نمبر۹۱ میں فرماتے ہیں' لباس میں جیب بنانا سنت ہے اور دائیں جانب اس لیے کہ سیدھا ہاتھ باآسانی اس میں ڈالا جاسکے اور قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں ہے۔

"وادخل یدک فی جیبک تخرج بیضاء" (سورہ النمل آیت نمبر۱۲)

(ترجمہ): اور اپنے گریبان میں ہاتھ ڈالئے وہ نکلے گا سفید چمکتا ہوا اور مسلمان جو بھی لباس سلوائیں جیب دار سلوائیں کیونکہ اس میں بہت سارے فائدے ہیں بوقت ضرورت اس میں روز مرہ استعمال کی اشیاء کنگھی وغیرہ رکھی جاسکتی ہیں اور سیدھے ہاتھ سے نکالی جاسکتی ہیں۔

اور یہ (عمل) بھی دائیں جانب ہی ہوتا ہے۔ لباس' قمیض اور جبہ پہننے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دایاں بازو دائیں آستین میں داخل کرے پھر بایاں بازو بائیں طرف سے داخل کرے۔

ردا داری وچادر کا بیان

ردا اور چادر کو دائیں ہاتھ سے بائیں کندھے پر رکھیں جیساکہ طریقہ ہے۔ میت کا لفافہ (کفن) بھی یونہی بنایا جائے کیونکہ مردہ کا لفافہ زندہ کی چادر کے حکم میں ہے۔ یہ طریقہ فقہ کی اکثر کتابوں میں لکھا گیا ہے۔ وہ لوگ جو چادر و ردا کی طرز پر لباس پہنتے ہیں' خلاف شرع اور بدعت کو رواج دیتے ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ اس عمل سے گریز کریں تاکہ مستحق ثواب ہوں نہ کہ لائق مواخذہ و عتاب۔ قمیض و جبہ کی آستیں کشادہ رکھنا صحابہ کرام اور اسلاف عظام کی سنت ہے کیونکہ ان کو بوقت وضو اور کام

کرتے وقت باآسانی لپیٹا جاسکتا ہے اور اگر چاہیں تو تسبیح یا کوئی اور چیز ان کی تہہ میں رکھی جاسکتی ہے۔ کناری دار (کڑھائی و زر دوزی والا) لباس کی آستینوں اور دامن پر کڑھائی (زردوزی) کا کام کروانا سنت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین (رحمہم اللہ) اپنے ملبوسات اور جبوں وغیرہ کو اس لیے کشادہ اور فراخ رکھا کرتے کہ ریاضت و مجاہدہ کی کثرت اور قیام و صیام کے باعث بہت نحیف و کمزور ہو جاتے تھے' اس لیے لباس کھلا پہنتے تاکہ دشمنان اسلام اور کفار پر رعب طاری رہے اور ان کو نگاہ حقارت سے نہ دیکھیں۔ ان بزرگوں کا عمل خواہش نفس کے تحت نہیں تھا بلکہ خالصتاً استحکام اسلام اور فروغ دین کے لیے تھا۔

قبا مبارک کا بیان

قبا' اس لباس کو کہتے ہیں جو گریبان دار ہو' جیساکہ عرب و عجم میں مشہور ہے البتہ عجم میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے گریبان دار قبا استعمال فرمائی ہے جس کا کٹاؤ (گریبان کا رخ) اور باندھنے کا مقام دائیں جانب ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ بھی زیب تن فرمایا اور بوقت وضو ہاتھ آستین سے باہر نکالے ہیں۔ یعنی جبہ اس قدر تنگ تھا کہ ہاتھ آستینوں سے باہر نکالے بغیر ان کا دھونا ممکن نہ تھا۔ یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ اسے سفر میں استعمال فرمایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ڈوری (کمر بند) والا جبہ اور قبا کبھی کبھار پہنی ہے۔ کبھی قبا ڈوری سمیت بھی سلوائی ہے۔ اس طرح کا پٹی دار جبہ جو آج کل "جبہ قادری" کے نام سے مشہور ہے۔

قمیض کا گریبان

یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قمیض شریف میں گریباں سینہ مبارک پر ہوتا تھا۔ اس پر بے شمار احادیث بطور دلیل موجود ہیں اور علماء حدیث نے اس پر تحقیق کی ہے۔ تمام دیار عرب میں پشت ہا پشت سے آج تک اور یمن سے لے کر یورپ تک یہی طریقہ رائج رہا ہے۔ بعض وہ لوگ جو علم سنت سے ناواقف ہیں' اس خیال میں مبتلا ہوئے کہ سینہ پر قمیض کا گریباں بنوانا بدعت ہے کیونکہ بعض عجمی ممالک میں

قمیض پر گریبان بنوانا عورتوں کا طریقہ ہے اور کچھ فقہاء نے اس پر کراہت کا حکم لگایا ہے۔ (حالانکہ) اس بات میں شک نہیں کہ یہ عمل بعد کی ایجاد ہے۔ تحقیق یوں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لباس مبارک میں گریبان موجود تھا۔ فقہاء نے جو گریبان کا رخ کندھے کی جانب بیان کیا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی جیب (گریبان) کے برعکس ہے۔ اس مسئلہ کو میں نے (شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ) مشکوۃ المصابیح کے فارسی ترجمہ اور اس کی عربی شرح میں وضاحت سے لکھا ہے۔ اگر کبھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کندھے کی جانب والا گریبان لباس پہنا بھی ہے تو اس کی سند فقہاء کو پہنچی ہوگی' البتہ اس کی قطعی سند علماء حدیث کے نزدیک کہیں نہیں ہے۔

خرقہ وفرجی کا بیان

خرقہ (گدڑی) فرجی (قبا کی ایک قسم ہے جس کی تنیاں نہیں ہوتیں۔ غیاث اللغات) اور لباچہ بمعنی (واسکٹ جو کپڑوں کے اوپر پہنتے ہیں اور بظاہر یہ قبا ہی کی ایک قسم ہے)۔ علماء مشائخ اور صالحین استعمال کرتے آئے ہیں' البتہ اس سلسلے میں کوئی قوی سند نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں یہ لباس نہیں ہوتا تھا' لیکن اگر کوئی پہنے تو جائز ہے اور کوئی گناہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ فرجی کا موجد فرعون ہے لیکن اس کا کوئی ٹھوس ثبوت معتبر کتب سے نہیں ملتا۔ چاہیے کہ نماز کے وقت ہاتھ آستینوں میں رکھے جائیں اور انہیں خالی نیچے نہ لٹکایا جائے (جیساکہ بعض لوگ کوٹ یا شیروانی کندھوں پر ڈال لیتے ہیں) کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

آزار شریف (تہ بند) کا بیان

آنحضرت ﷺ کا ازار شریف بالائے ناف سے لے کر ٹخنوں کے اوپر تک ہوتا تھا اور یہی سنت ہے۔ ناف سے ٹخنوں تک کا حصہ پوشیدہ رکھنا فرض ہے۔ بعض (فقہاء) نے ناف کو ستر عورت میں شمار نہیں کیا کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو ناف پر بوسہ دیا ہے۔ بالکل یہی مثال سراویل کی ہے جسے شلوار کہتے ہیں اور یہ عجم میں مشہور ہے۔ چاہیئے کہ اس کی مقدار بھی آنحضرت ﷺ کے ازار مبارک کے مطابق ہو اور اگر ٹخنوں سے نیچے تک لٹکتی ہو تو بدعت

گناہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (ترجمہ) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا جو اپنے ازار (شلوار یا تہہ بند) کو غرور تکبر کے ساتھ (ٹخنوں سے نیچے) لٹکائے۔ (اس میں اسراف اور کفران نعمت کا پہلو بھی موجود ہے۔ اس (تکبر کی) قید سے معلوم ہوا کہ اگر غرور کے سبب نہ ہو بلکہ کسی معقول عذر یا بیماری یا شدید سردی کے باعث ہو تو مکروہ نہیں۔
فقہاء کرام کے نزدیک ازار کا ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانا حرام اور خالص بدعت ہے۔
جیساکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جس نے اپنے کپڑے کو (تکبر سے) دراز کیا اور لٹکایا' اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔ پھر فرمایا ازار کا جتنا حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔

آستین مُبارک

آنحضرت ﷺ کے کرتہ مبارک' قبا اور جبہ شریف کی آستینوں کی لمبائی موسم گرما و سرما کے مطابق کبھی کلائی اور کبھی انگلیوں کے سروں تک ہوتی تھی۔ کبھی کبھار سرد و گرم موسم کے برعکس بھی رہی ہے۔ آپ کی قمیض مبارک اور جبہ شریف بغیر کمربند کے ہوتے تھے (گوکہ) کمر بند زینت ہے۔ آپ کے لباس مبارک میں زیادہ تنیاں (بٹن کے قائم مقام) نہ تھیں۔ صرف باندھنے کے لیے (ایک ایک) تنی لگی تھی۔ علماء متاخرین کے نزدیک اس میں حرج نہیں۔

ریشمی لباس کے بارے میں

مردوں کے لیے ریشمی لباس پہننا حرام ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ (ترجمہ) جس نے دنیا میں ریشم پہنا' اسے آخرت میں نہیں پہنایا جائے گا۔ آپ ﷺ نے چار انگشت سے زیادہ ریشم پہننے کو منع فرمایا ہے۔ جیساکہ روایت ہے۔
ترجمہ۔ منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے استعمال سے سوائے ایک انگشت' دو انگشت' تین انگشت یا چار انگشت کی مقدار کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ترجمہ۔ بے شک نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ریشم کو اپنے دائیں ہاتھ میں اور سونے کو اپنے بائیں دست مبارک میں پکڑ کر فرمایا' یہ دونوں میری امت کے

مردوں پر حرام ہیں۔
ریشم کا لباس پہننا مردوں اور لڑکوں کے لیے حرام ہے' عورتوں اور نابالغ بچیوں کے لیے جائز ہے۔
اگر ریشمی لباس خارش اور کھجلی وغیرہ دور کرنے کے لیے پہنا جائے تو جائز ہے اور جوؤں سے چھٹکارے کے لیے پہننے میں بھی حرج نہیں۔ معجون (خمیرہ) میں ریشم ملا کر کھانا بھی جائز ہے۔
حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے ریشم کو جائز قرار دیا' کیونکہ ان حضرات کو خارش جسمانی کی شکایت تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ریشمی لباس حرام ہے سوائے حاجت و معذوری کے۔ اس پر امام شافعی علیہ الرحمتہ کا فتویٰ ہے جبکہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ بالکل جائز نہیں۔
"ہدایہ" میں ہے۔
ریشمی و مخملی لباس جنگ میں پہننا صاحبین (امام محمد اور قاضی ابو یوسف رحمہما اللہ) کے نزدیک جائز ہے کیونکہ اس سے اسلحہ کی سختی اور وزن برداشت کرنے میں سہولت ہوتی ہے اور دشمن پر رعب طاری رہتا ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکروہ و ممنوع ہے البتہ بحالت عذر ریشمی و غیر ریشمی ملا کر (مخلوط) پہننے میں مضائقہ نہیں۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ اصل ریشم (بحالت عذر) فائدہ بخش ہے۔
زعفرانی اور زرد رنگ کا لباس مردوں کے لیے حرام ہے۔ زرد لباس کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض اس کو مطلق حرام سمجھتے ہیں اور بعض جائز فرماتے ہیں اور کہتے ہیں اگر کپڑا تیاری کے بعد رنگا گیا تو حرام ہے اور اگر رنگائی کے بعد تیار ہوا تو جائز ہے۔ بعض کہتے ہیں' اگر اس کا رنگ اڑ چکا ہو تو جائز ہے بصورت دیگر حرام' جبکہ بعض علماء کے نزدیک عام مجالس و محافل میں اس کا پہننا مکروہ اور گھر کے اندر جائز و درست ہے۔ فقہ حنفی میں یہ مکروہ تحریمی ہے اور اس لباس کو پہن کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ غیر زعفرانی سرخ رنگ کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت شیخ قاسم حنفی رحمتہ اللہ علیہ جو مصر کے بزرگ علماءِ متاخرین میں سے ہیں۔ ان کا فتویٰ و

تحقیق یوں ہے کہ "حرمت رنگت کے باعث ہے اس لیے ہر قسم کا سرخ رنگ حرام و مکروہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے گلیم یعنی گدڑی بھی استعمال فرمائی ہے۔

"وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود"

ترجمہ۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام بدن اطہر پر سیاہ بال دار چادر اوڑھتے جو اونی یا بھربھری یا موٹے کھدر نما کپڑے کی بنی ہوتی تھی۔ بقول صاحب "قاموس" "مرط مرحل" (میم کے نیچے زیر اور را کے اوپر جزم کے ساتھ) سے مراد اون یا روئی سے بنی چادر ہے۔

"نہایہ" میں ہے کہ "مرط" اونی ہے یا پھر مخلوط ابریشمی اور ان کے علاوہ بھی ممکن ہے اس کی تفصیلات مقدمہ ترجمہ مشکوۃ میں بیان کی گئی ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ (اس مقدمہ سے مراد حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کے فارسی ترجمہ مشکوۃ کا ابتدائیہ ہے۔)

موزے پہننا

موزہ (چرمی) کا سیاہ ہونا سنت، زرد جائز اور سرخ بدعت ہے۔ ترجمہ۔ نجاشی نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں سیاہ تسمے دار موزے بطور تحفہ بھجوائے تھے۔ آپ نے ان کو پہنا پھر وضو فرمایا اور ان دونوں پر مسح کیا۔ موزہ پر مسح کرنا سنت سے ثابت ہے۔ اس کا تارک گمراہ و بدعتی ہی ہوسکتا ہے، مکمل طہارت و وضو کے ساتھ پہنے گئے موزوں پر مسح جائز ہے معذور اور تیمم والا نہ ہو کیونکہ ان کی طہارت ناقص ہوتی ہے البتہ اگر کوئی مسلمان پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہنے اور پھر وضو مکمل کرلے تو صحیح ہے۔ ہمارے امام (امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) کے نزدیک حدث (وضو ٹوٹنے) لاحق ہونے کے بعد موزہ پر مسح جائز ہے۔ جراب پہننا بھی جائز ہے اور موزہ کے حکم میں ہے۔ جوتا پہننا سنت ہے۔

جوتا استعمال کرنا

جوتے کا استعمال مسنون ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نعلین شریفین کیسی تھیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس میں دو تسمیاں تھیں۔ یعنی جوتے کی تنی دو انگلیوں کے درمیان تھی اس کو "اشراک" بھی کہتے ہیں۔ (یہ جوتا موجہ قینچی چپل سے مشابہ تھا۔ (مترجم) اعلان نبوت سے قبل حضور علیہ الصلوۃ والسلام عسرت کے باعث برہنہ پا بھی خرام فرماتے رہے ہیں۔ البتہ اعلان نبوت کے بعد مرض الموت تک سوائے صحن کعبہ و مقام عبادت کے کبھی ننگے پاؤں نہیں پھرے۔ بعض صوفیاء صالحین ننگے پاؤں گلیوں اور بازاروں میں چلتے ہیں جو کہ خلاف سنت ہے۔ صحرا و دشت میں بطور عجز و انکسار برہنہ پا چلنا پھرنا جائز ہے اور اگر مفلسی و غربت کے سبب کسی کو جوتا میسر نہ ہو تو اس کے لیے بھی درست ہے۔

فوطہ یعنی کمر بند باندھنا

آنحضرت ﷺ کے کمر بند باندھنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ قمیض کے اوپر پٹکا (کمر بند) باندھنا مکروہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ جنگ اور سفر میں ہر قسم کے لباس پر کمر بند باندھنا جائز ہے اور "روضہ" میں ہے کہ نیا لباس، مبارک ایام میں سلوائے اور پہنے، جیساکہ روایت میں ہے۔ (ترجمہ) جس نے اتوار کے روز کپڑا سلوایا اسے صدمہ پہنچے گا اور برکت سے خالی ہوگا، جس نے پیر کے دن سلوایا بابرکت ہوگا، جس نے منگل کے دن سلوایا اسے چور چرالے گا یا پانی میں ڈوب جائے گا یا آگ میں جل جائے گا، جس نے بدھ کے روز کاٹا یا سیا اس کے رزق میں وسعت ہوگی اور فراخی معیشت بالمشقت حاصل ہوگی، جس نے جمعرات کو سیا یا کاٹا اللہ تعالیٰ اسے علم و حکمت عطا فرمائے گا، اس کے رزق میں برکت دے گا اور لوگوں میں اس کو معزز و مکرم فرمادے گا، جس نے جمعہ کے روز کپڑے سئے اس کی عمر لمبی اور مال زیادہ ہوگا اور جس نے ہفتہ کے دن کپڑے کاٹے اور سئے وہ بیماری کا شکار رہے گا جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا اور "زاد المتورعین" میں ہے کہ یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ میں سے ہے اور حدیث سے ثابت نہیں ہے، البتہ حدیث میں ہے کہ نیا لباس شب جمعہ یا جمعہ کے دن نماز جمعہ کی نیت سے پہنے اور اگر ہوسکے تو عیدین کے موقعہ پر نیا لباس پہنے کیونکہ یہ باعث برکت و حرمت ہے۔ نیا لباس پہننے

والے کو مبارکباد کہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور لطف و کرم سے اسے امن و امان اور سکون و اطمینان حاصل ہو اور "روضہ" میں ہے کہ جب کوئی نیا لباس پہنے تو دس مرتبہ سورہ القدر "انا انزلناہ" پڑھ کر پانی پر دم کرے اور کپڑوں پر چھڑکے برکت ہوگی۔ لباس نماز کی نیت سے پہنے اور نیا لباس پہننے کے بعد دو رکعت نماز شکرانہ لباس ادا کرے اور یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِهٖ تَصْلُحُ الْفَاسِدَاتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَکَاتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ ثَوْبًا مُّبَارَکًا اَشْکُرُ فِیْهِ نِعْمَتَکَ وَاُحْسِنُ فِیْهِ عِبَادَتَکَ وَاَعْمَلُ فِیْهِ بِطَاعَتِکَ وَاسْتَعِیْنُ بِاللّٰهِ وَالْتَجِیْ اِلَی اللّٰهِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اِسْتِیْلَاءِ النَّفْسِ بِقَلِیْلٍ وَکَثِیْرٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَطْلُبُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاةَ وَالتُّقٰی فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَّةَ وَالْغِنٰی وَالتَّوْفِیْقَ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی ○

اسی طرح لباس پہننے والے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں' سنت ہے کہ لباس کو بدن سے اتار کر لپیٹ لے اور تہہ لگا کر حفاظت سے رکھے ورنہ شیطان اسے پہنے گا۔ اسی طرح موزوں کو بھی حفاظت سے رکھے۔ نیا لباس پہنتے وقت تعوذ و تسمیہ پڑھے اور اگر نئی دستار' چادر یا موزے پہنتے وقت تین مرتبہ یا سات مرتبہ سورہ فاتحہ شریف بھی پڑھ لے تو پہننے والے کے بدن میں آسودگی و فرحت پیدا ہوگی' صحت و عافیت سے رہے گا' بیماری دور ہوگی' اور اگر مقروض ہو تو اس کا قرض ادا ہو جائے گا اور مزید نئے کپڑے جلد میسر آئیں گے۔ چاہئے کہ پرانا لباس غریب و مسکین کو دے یا اپنے اہل و عیال میں سے کسی مستحق کو دے کیونکہ اس میں بے شمار اجر و ثواب ہے۔ اللہ اکبر

فضائل ومسائل زکوٰۃ

مولانا محمد ظفر اللہ شاہ (برمنگھم) برطانیہ

نماز کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن زکوٰۃ ہے۔ قرآن مجید میں نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر بتیس مقامات پر آیا ہے۔ نماز اور زکوٰۃ اسلام کے دو بڑے ستون ہیں۔ جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام کی امتوں پر بھی نماز اور زکوٰۃ کو فرض قرار دیا تھا۔ مثلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (مریم:۵۵)

ترجمہ ''وہ (اسماعیل علیہ السلام) اپنے لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک برگزیدہ تھے۔''

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی سورہ مریم میں ارشاد فرمایا:

وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا: (مریم: ۳۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے برکت دی جہاں بھی میں ہوں اور مجھے ہدایت فرمائی کہ نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دیتا رہوں جب تک زندہ رہوں۔''

اسی طرح قرآن مجید میں امت محمدیہ ﷺ کو نماز اور زکوٰۃ کا متعدد مقامات پر حکم دیا گیا۔ سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (بقرہ)

ترجمہ: ''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

رکوع کرو۔''

اسی طرح سورہ توبہ آیت نمبر 103 میں ارشاد فرمایا:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا

ترجمہ: ''ان کے اموال سے زکوٰۃ وصول کریں اور اسی طرح انہیں پاک اور صاف کریں۔''

سورہ بقرہ آیت نمبر 267 میں ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

ترجمہ: ''اے ایمان والوں خرچ کرو اس پاکیزہ مال سے جو تم نے کمایا اور اس (کھیتی) سے جو تمہارے لیے زمین سے نکالی۔''

سورہ توبہ آیت نمبر 11 میں میں اسلامی برادری میں شامل ہونے کی شرائط میں زکوٰۃ کو داخل کر کے اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

ترجمہ: ''پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

قرآن مجید میں کئی مقامات پر مومنین اور متقین کی تعریف کرتے ہوئے انہیں زکوٰۃ دینے والا بتایا گیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا ان کی خاص نشانی ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ:۳)

ترجمہ: ''(قرآن مجید) متقین کے لیے ہدایت ہے (متقین) وہ لوگ

ہیں جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے جو دیا
اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

اس آیت مقدسہ میں ایک بات خاص اہمیت کی حامل ہے۔ رَزَقْنٰهُمْ جو
رزق ہم نے دیا۔ یعنی یہ جان و مال جو تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ حقیقی
مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اسلامی تصور کے مطابق انسان صرف محدود مدت کے لیے
ان نعمتوں کا امین ہے۔ اور اس کے مال میں غریبوں' محتاجوں' تنگدستوں کا حق
موجود ہے۔ اسی لیے سورہ الذاریت کی آیت نمبر ۱۹ میں ارشاد فرمایا:

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ

ترجمہ: ''اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے۔''

لفظ حق بیان کرتا ہے کسی محتاج اور محروم کو دے کر احسان مت جتلاؤ۔ بلکہ
یہ اس کا حق تھا۔ جو تم نے اس کی طرف لوٹا دیا جو کسی کا حق ادا نہیں کرتا وہ ظالم اور
غاصب کہلاتا ہے۔

قرآن مجید جہاں صدقات وخیرات کرنے والوں کے فضائل ومناقب
بیان فرمائے ہیں وہاں مال جمع کرنے والوں' اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہ
کرنے والوں کی مذمت اور دردناک عذاب کی وعید بھی سنائی ہے۔

سورہ توبہ آیت نمبر ۳۴' ۳۵ ملاحظہ فرمائیں:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا
جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

ترجمہ: ''اور جو لوگ سونا اور چاندی ذخیرہ کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ

میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ جس دن
جہنم کی آگ اس پر دھکائی جائے گی اور اس سے ان کی پیشانیوں' ان
کے پہلوؤں اور ان کی پیٹھوں کو آگ سے داغا جائے گا (کہا جائے گا) یہ
ہے وہ (مال) جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا اب چکھو جمع کرنے کا
مزا۔''

یہ سب سے سخت وعید ہے۔ جو مال ودولت جمع کرنے اور اللہ تعالیٰ کے
راستے میں خرچ نہ کرنے کے سلسلے میں وارد ہوئی۔ اسی آیت کی وعید کے سبب
حضرت ابوذر غفاری مال ودولت جمع رکھنے کے قطعی مخالف تھے۔

سورہ حم السجدہ میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کو مشرکین کی نشانی قرار دیا گیا غور
فرمائیے:

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ. الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ
كٰفِرُوْنَ

ترجمہ: ''اور خرابی ہے مشرکین کے لیے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہی
لوگ آخرت کے منکر ہیں۔''

گویا زکوٰۃ ادا نہ کرنا مشرکانہ فعل ہے۔ اور یہی لوگ قیامت کے دن کے
منکر ہیں۔ اسی لیے یہ مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔

قرآنی آیات کے بعد ہم چند احادیث مقدسہ کا مطالعہ کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے اپنی متعدد احادیث کریمہ میں اس دینی اور روحانی
فریضہ کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

۱- زکوٰۃ کا مال جس مال میں ملا ہوگا اسے برباد کردے گا۔ (بزار)

۲- جو مال خشکی یا تری میں تباہ ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب زکوٰۃ ادا نہ کرنا

ہے۔(طبرانی)

۳- زکوٰۃ دینے سے اللہ تعالیٰ مال کا شر دور فرما دیتا ہے۔(حاکم)

۴- (کسی کا) اسلام کامل ہونا یہ ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔(طبرانی)

۵- زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال قیامت کے دن گنجے اژدھے کی شکل بن کر اس کے گلے کا طوق ہو جائے گا۔اس کا سارا بدن چبا ڈالے گا۔

۶- زیور جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہوگی قیامت کے دن آگ کے کنگن بن جائیں گے۔

مذکورہ بالا کلام سے یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے۔اس کی ادائیگی ہر صاحب نصاب پر لازم ہے۔زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے دنیا و آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ان کا فعل مشرکانہ ہے اور وہ قارونی فکر کے حامل ہوں گے۔اور اس گروہ میں شامل کئے جائیں گے۔

زکوٰۃ کے چند اہم مسائل

۱- شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کے نصاب پر کہ حاجت اصلیہ (وہ حاجات جن کی زندگی بسر کرنے کے لیے ضرورت ہو مثلاً مکان، سردی گرمی کا لباس، خانہ داری کا سامان، گھریلو فرنیچر، اوزار، سواری وغیرہ۔) کے علاوہ قمری سال گذارنے پر زکوٰۃ ادا کرنا ہر مسلمان عاقل، بالغ، صاحب نصاب پر واجب ہے۔

۲- سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے مال تجارت اور زیورات، نقدی اتنی مالیت کو پہنچی ہیں تو ان پر بھی چالیسواں حصہ یعنی $2\frac{1}{2}$% زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۳- مکانات، زمین، جائیداد، موتی، ہیرے، جواہرات، قیمتی پتھر، زمرد یا قوت وغیرہ پر زکوٰۃ واجب نہیں جب کہ مذکورہ بالا اشیاء میں تجارت کی نیت نہ ہو۔

۴- زرعی زمین پر زکوٰۃ واجب نہیں۔مگر زمین کی پیداوار پر عشر اور نصف عشر واجب ہے۔

۵- زکوٰۃ مال تجارت پر ہے۔کرایہ کے آلات پر زکوٰۃ نہیں۔مثلاً جو ٹرک، گاڑیاں کرایہ پر دی جاتی ہیں۔ان پر زکوٰج نہیں بلکہ ان کے کرایہ کی رقم پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

۶- سونا، چاندی، اور ان کے زیورات وغیرہ پر تجارت کی نیت کے بغیر بھی سال گذرنے پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۷- نصاب کا مالک ہے مگر اس پر قرض ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد صاحب نصاب نہیں رہتا تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۸- زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت شرط ہے۔نیت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

۹- کسی کے پاس سونا ہے اور چاندی بھی اور بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا پھر چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں۔اگر ملانے اور قیمت لگانے پر بھی بقدر نصاب نہیں بنتی تو زکوٰۃ نہیں۔اگر بقدر نصاب قیمت بن جاتی ہے تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔مگر خیال رہے کہ چاندی میں ملانے سے غریبوں کو فائدہ ہے۔اس لیے واجب ہے کہ سونے کو چاندی کی قیمت میں تبدیل کریں۔

۱۰- مالک نصاب قمری سال پورا ہونے سے پیشتر بھی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے۔

اور زکوٰۃ کی نیت سے تھوڑا تھوڑا کر کے بھی زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے۔

۱۱- زکوٰۃ فطرانہ، صدقات واجبہ اپنے اصول اور فروع یعنی ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ اور اسی طرح اولاد، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ کو نہیں دے سکتے۔

۱۲- دیگر رشتہ دار بھائی، بہن، بھانجا، بھانجی، بھتیجا، بھتیجی وغیرہ اگر مستحق ہوں تو صدقات واجبہ دیئے جاسکتے ہیں۔

۱۳- بنی ہاشم کو مال زکوٰۃ وصدقات واجبہ نہیں دے سکتے۔ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

۱۴- اگر بیوی کے پاس الگ زیور بقدر نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

جانور اور زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ واجب ہے تفصیل کے لیے کتب فقہ اور علماء کرام سے رجوع کریں۔

مصارف زکوٰۃ

سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰ میں ارشاد فرمایا:

انما الصدقت للفقراء والمسکین والعملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله والله علیم حکیم

ترجمہ: ''زکوٰۃ تو صرف ان کے لیے ہے جو فقیر، مسکین اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والے ہیں۔ اور جن کی دلداری مقصود ہے۔ نیز گردنوں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔''

اس آیت کی روشنی میں مصارف زکوٰۃ آٹھ ہیں۔

(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) عاملین زکوٰۃ (۴) مؤلفۃ القلوب (۵) رقاب (۶) مقروض (۷) فی سبیل اللہ (۸) مسافر

زکوٰۃ ان آٹھ مدوں میں صرف کی جاسکتی ہے ان کے علاوہ خرچ کرنا ناجائز ہے۔ ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

۱- فقیر: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو۔ مگر نصاب کے برابر مال نہ ہو۔ اگر اس کے پاس زندگی گذارنے کے لیے مکان، کپڑے، کتابیں وغیرہ ہوں اگر عالم دین فقیر ہو تو اسے دینے میں زیادہ ثواب ہے۔

۲- مسکین: جس کے پاس کچھ نہ ہو بے بس اور محتاج ہو۔

۳- عاملین زکوٰۃ: جو زکوٰۃ وصول کرنے، حفاظت کرنے اور تقسیم کرنے کی خدمت سرانجام دیتے ہوں۔ زکوٰۃ سے تنخواہ لے سکتے ہیں اگر مالدار ہوں۔

۴- مولفۃ القلوب: نومسلموں کے دل کو اسلام پر ثابت قدم رکھنے کے لیے انہیں مال زکوٰۃ دیا جاسکتا ہے۔

۵- رقاب: غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

۶- مقروض: ایسے لوگ جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوں۔ ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

۷- فی سبیل اللہ: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے

والے ہیں۔ مجاہدین کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اسی طرح حج پر جانے والے بھی مراد ہیں۔ اور طلبہ جو علم دین حاصل کر رہے ہیں وہ طلبہ زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی معاونت کے لیے زکوٰۃ دی جائے۔ چنانچہ دینی مدرسے جس میں قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی ہے دین کے مبلغ اور محقق تیار کیے جاتے ہیں وہ بطریق اولیٰ اسی میں داخل ہیں۔

۸- مسافر: جو سفر میں ہو اور اس کے پاس مال ختم ہو گیا ہو۔ وہ بقدر ضرورت لے سکتا ہے۔

اللہ کرے، ایسا بھی ہو

شنید ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے فوراً بعد ہمارے دیرینہ دوست اور لوئر اسلامیہ پارک کے مقبول و محبوب خطیب فاضل نوجوان مولانا قاری محمد طاہر شریف اعوان سلمہ اللہ تعالیٰ فی الکونین کی شادی خانہ آبادی ہو رہی ہے۔ اللہ کرے، ایسا ہی ہو۔ آمین

مبارک باد

جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے دوروزہ تربیتی کنونشن کے انعقاد پر قائد پنجاب محترم حضرت پیر سید محمد محفوظ مشہدی اور ناظم کنونشن محترم مولانا قاری زوار بہادر کو احباب سمیت مبارک باد

محمد محبوب الرسول قادری۔ 0300-9429027

جامعہ العالم

انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کا سنگ بنیاد

وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات نے سنگ بنیاد رکھا

ملک بھر سے اہم علماء و مشائخ، سیاسی وسماجی شخصیات دانشوروں، اور سکالرز نے شرکت کی۔

مفتی محمد خان قادری، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی، آزاد کشمیر حکومت کے وزراء اور اہم شخصیات نے خطابات کیے۔

سنگ بنیاد کے بعد آخری دعا نامور عالم دین محقق، مصنف، مترجم اور جامعہ اسلامیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نے فرمائی

ادارہ کے موسس حضرت علامہ صاحبزادہ حامد رضا نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

تحریر: محمد صفدر علی (ناظم نشر واشاعت)

جہالت، بدی اور بدعقیدگی کے خلاف عملی جہاد کی جس قدر اس وقت ضرورت ہے اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ ایک مسلمان کے لیے ہر طرف سے شیطان حملہ آور ہو رہا ہے۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ خیر کی قوتیں متحد ہو کر فروغ علم کے لیے مصروف عمل ہو جائیں۔ ہماری بقاء اور قوم کے دوام کا صرف یہی ایک راستہ باقی ہے۔ استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر علامہ الحاج الحافظ محمد عالم صاحب علیہ الرحمۃ محدث سیالکوٹی بانی ومہتمم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ کی سرپرستی میں جامعہ العالم انسٹی ٹیوٹ آف اسلام اسٹیڈی کے ابنائے قدیم وفارغ التحصیل علماء کرام پر مشتمل ادارہ مذکورہ کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ ادارہ کا اولین مقصد وسیع وعریض رقبہ کا حصول تھا۔ الحمد للہ! بیس کنال (۴۰۰ مرلے) شہر کے نزدیک ترین چوک دوبرجی ملہیاں ڈسکہ روڈ کے قریب خرید لیا گیا ہے۔ اور مزید پانچ کنال کے حصول کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ رقبہ کے حصول کے

بعد اگلا مرحلہ جدید تقاضوں کے مطابق علوم اسلامیہ کی شایان شان عمارت بشمول عظیم الشان مسجد کی تعمیر ہے۔ جس کا تعمیراتی منصوبہ اور خاکہ تجویز ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ادارہ نے درج ذیل تعلیمی اور تربیتی شعبہ جات کے لیے ٹھوس پروگرام مرتب کیا ہے۔ جہاں اہل علم و دانش کی خواہشات کے مطابق جدید و قدیم علوم کا حسین امتزاج ہوگا امید ہے کہ انشاء اللہ اس ادارہ سے فارغ التحصیل علماء و فضلاء ملک و ملت کی تعمیر و ترقی کے لیے ہر شعبہ میں دین حق کی سربلندی کے لیے اہم کردار ادا کریں گے۔ تین شعبے درج ذیل ہیں۔

(۱) فیکلٹی آف شریعہ (درس نظامی)

(۲) فیکلٹی آف لینگویجیز (عربی، انگریزی، چائینیز)

(۳) کمپیوٹر سائنسز

اس ادارے پر ۸ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ جبکہ اس میں دو ہزار طلباء کے لیے تدریسی کیمپس بنائے جائیں گے۔ ہاسٹل میں آٹھ سو طلباء کے قیام و طعام اور زندگی کی جدید ترین تمام سہولیات عصری تقاضوں کے مطابق مہیا کی جائیں گی۔ اس ادارے سے ایسے رجال کار تیار کیے جائیں گے جو عصری چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں گے اور امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا حل پیش کریں گے۔ اس ادارہ سے فارغ التحصیل ہونے والے انگریزی لکھنے، پڑھنے اور بولنے کی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہوں گے۔ جدید و قدیم عربی زبان سے انہیں شناسائی ہوگی۔ کمپیوٹر سائنسز سے نئی نسل کو روشناس کروایا جائے گا۔

جامعہ العالم انسٹیوٹ آف اسلامک اسٹیڈی کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا نے بتایا کہ مسجد کے ہال میں پانچ سو نمازیوں کے لیے گنجائش ہوگی۔ اور پورے ہال میں کوئی ستون نہیں ہے۔ برآمدے اور صحن کو شامل کریں تو پھر بیک وقت دو ہزار نمازی، نماز ادا کر سکیں گے۔ انھوں نے بتایا کہ انسٹیٹیوٹ کی پانچ منزلہ عمارت کا کل رقبہ سوا لاکھ مربع فٹ پر محیط ہوگا۔ جبکہ اساتذہ کے لیے رہائشی سہولت فراہم کی جائے گی اور نو یونٹس پر مشتمل رہائشی بلاک تعمیر کیا جائے گا۔ جو تمام جدید

تقاضوں کے مطابق ہوگا۔

اس حوالے سے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو ممتاز صحافی حامد علی خان نے اپنے کالم ''سیالکوٹ نامہ'' حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اور پھر ان کی یاد میں منعقدہ چوتھے سالانہ عرس مبارک اور جامعہ العالم انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹیڈیز کے حوالے سے جو رپورٹ مرتب کی ملاحظہ فرمائیے۔

''برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں سیالکوٹ (حامد علی خان) علمی اور روحانی حوالے سے تابناک اور درخشندہ تاریخ رکھتا ہے۔ دنیا بھر میں کاروان اسلام کی عہد رفتہ کی بحالی کا خواب دیکھنے والا حدی خواں اقبال اسی شہر کی گلیوں میں پلا بڑھا۔ پاسبان سرمایہ دین و ملت حضرت سیدنا مجدد الف ثانی کے پاکیزہ سانسوں کی خوشبو بھی اس شہر کے در و دیوار نے سونگھی۔ علم و فن کو عجم دیس کے اندر لبادہ عربیت پہنانے والا علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی اسی شہر کی چٹائیوں پر بیٹھ کر تعلیم و تعلم کا چراغاں کرتا رہا۔ مسند تدریس کی عظمتوں کا پاسبان ملا کمال الدین کشمیری بھی اس شہر میں علم و آگاہی کے دھاروں سے تشنگاہوں کو سیراب کرتے رہے۔ لگتا یہ تھا کہ شاید یہ شہر پرچم علم و فن بلند کرنے میں سست رو ہو گیا ہے دفعتاً مادیت کی غبار چھٹی اور اس شہر کے افق علم پر روشنی محسوس ہوئی ایک سادہ انسان آگے بڑھا اور وسط شہر میں احیائے علم کا داعی بن کر بیٹھ گیا یہ تھے علامہ حافظ محمد عالم محدث سیالکوٹی آپ دین کے معلم بن کر ابھرے اور دیکھتے ہی دیکھتے علوم و فنون کی فضاؤں میں چھا گئے۔ آپ ریاست جموں و کشمیر کے موضع رانجھن میں پیدا ہوئے آپ حفظ قرآن کے سلسلہ میں سیالکوٹ تشریف لائے اور حافظ احمد دین سے قرآن کریم حفظ کیا۔ پھر علم و ثقافت کے مرکز حضرت داتا ہجویری کی نگری لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے استاد العلما علامہ نبی بخش حلوائی علامہ سید احمد شاہ علامہ محمد مہر دین، علامہ مفتی محمد حسین نعیمی جیسی نابغہ روزگار ہستیوں سے کسب فیض کیا۔ پیر سید جماعت علی شاہ نے مبارک ہاتھوں سے آپ کو دستار فضیلت سے نوازا۔ جہاں زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے۔ وہیں مسند تدریس پر فائز ہوئے تمام مشارب کے سجادہ نشینان صاحبزادگان اور پاکستان کے معروف علما و خطباء کی کثیر تعداد نے آپ کے حضور زانوئے تلمذ طے

فرمایا۔ آپ نے اہل شہر اور بالخصوص والدہ ماجدہ کی خواہش پر سیالکوٹ مراجعت فرمائی اولاً علامہ عبدالحکیمؒ سے منسوب عظیم جامع مسجد واقع تحصیل بازار ثانیاً قلب شہر میں پرشکوہ گنبدوں اور محرابوں سے مزین جامع مسجد دو دروازہ میں دارالعلوم جامعہ حنفیہ کی بنیاد رکھی جو اپنے علمی سفر کے ابتداہی میں پاکستان کی معروف اور معروف درسگاہوں میں اعلیٰ مقام پا گیا۔ اس مادر علمی میں سالہا سال تک ایک جہاں مستفیض و مستنیر ہوتا رہا۔ نتیجہ کے طور پر شہر سیالکوٹ اور مضافات کی اکثر مساجد ومکاتب میں حضرت شیخ الحدیث فیض گنجور کے تلامذہ خدمت دین متین کی تبلیغی خدمات سرانجام دیتے دکھائی دینے لگے ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ چونکہ آپ نے اپنی پوری حیات میں نشیلے اور کریمانہ انداز سے گنج ہائے گراں مایہ لٹاتے رہے اور سحاب بن کر جود وعطا میں مصروف رہے آپ کی خواہش تھی کہ ایک ایسی جامع العلوم درس گاہ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جس میں عصر حاضر کی تمام ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق مسلم امہ کے فرزندوں کو منازل علم طے کروائی جائیں۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی ان کے فرزند صاحبزادہ حامد رضا نے اس عدیم المثال جامع العالم انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کے نام سے تقریباً ۵۲۰ مرلہ اراضی خرید لی۔ آپ کا عرس مبارک آج ۳ اکتوبر جمعۃ المبارک کو بعد از نماز عشاء تزک واحتشام سے جس میں ملک بھر سے مشائخ عظام علماء کرام خطاب فرمائیں گے ہوگا جبکہ ۱۴ اکتوبر کو ملک بھر سے مشائخ عظام، علماء کرام کی موجودگی میں اس ادارہ کا سنگ بنیاد وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات رکھیں گے۔''

۱۴ اکتوبر کو وقت مقررہ پر وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات خان نے جید علماء مشائخ دانشوروں، صنعت کاروں، وزراء، سیاسی شخصیات اور اہل علم کی بڑی تعداد کے ہمراہ جامعہ العالم انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کا سنگ بنیاد رکھا۔ انھوں نے خطاب کرتے ہوئے علم کی اہمیت اور علم دین کے ساتھ عصری علوم کے فروغ کی ضرورت پر زور دیا۔ اس موقع پر محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری، دارالعلوم نعیمیہ کے سربراہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی سمیت متعدد علماء اور اہم شخصیات نے خطابات کیے۔ جبکہ جامعہ اسلامیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اختتامی دعا فرمائی۔

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

حضرت شیخ الحدیث والتفسیر، مخدوم ومحسنِ اہلسنت، پیر طریقت مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں اہم مضمون

تحریر: ڈاکٹر محمد خالد سعید شیخ

اللہ کے مقبول بندے حضور پرنور محمد مصطفی ﷺ کے پیارے امتی، ملت اسلامیہ کے نامور بطل جلیل شہر اقبال کی پہچان، انتہائی سادہ مگر پر وقار، بارعب تاریخ ساز وہمہ جہت شخصیت اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد عالم سیالکوٹی سے الحمد اللہ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ پچھلے تیس سال سے ان کی صحبت بے پناہ محبت اور بھرپور شفقت حاصل رہی جس نے شفقت پدری کا احساس نہ ہونے دیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس بابرکت ہستی سے بہت کچھ سیکھا اور پھر انہی کی خصوصی توجہ کا نتیجہ ہے کہ آج میں رب کریم کے فضل سے ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہوں۔ یقیناً یہ امر میرے لیے ایک بڑا اعزاز بھی ہے اور سعادت بھی آپ کے بارے میں اگر تفصیل سے لکھنا شروع کروں تو قرطاس ابیض کے بے شمار صفحات کے علاوہ بے شمار وقت بھی درکار ہوگا۔ چونکہ عرس مبارک قریب اور وقت بھی کم ہے اور کچھ پیشہ وارانہ مصروفیات بھی ہیں لہذا اس مختصر وقت میں کوشش ہے کہ تاثرات خواہ مختصر ہوں مگر جامع ہوں دریا کو کوزے میں بند کرنے کی اہلیت تو نہیں رکھتا۔ مگر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کچھ نہ کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

میں نے حضرت شیخ الحدیث کو جیسا پایا، محسوس کیا اور دیکھا آپ ایک

☆ عظیم درددل رکھنے والے ہمدرد انسان

☆ خوف خدا اور حب رسول سے سرشار سچے، پکے مسلمان

☆ مردِ صالح

☆ عالم باعمل۔ شریعت مطہرہ کے پابند اور طریقت کے اصولوں سے واقف

☆ حافظ قرآن۔ حفاظ قرآن کے والد ماجد۔ حفاظ قرآن کے سسر محترم اور دیگر ہزاروں حفاظ قرآن کے استاد ذی شان

☆ متعدد دینی اور دینوی علم سے بہرہ ور اور پھر ان علوم کے بے حد قابل شفیق اور ہر دلعزیز استاد محترم

☆ بانی و مہتمم درسگاہ دارالعلوم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ جہاں سے ہزاروں طالب علم فارغ التحصیل ہو کر ملک کے اندر اور دیار غیر میں بطور خطیب، آئمہ حضرات، استاد اور مہتمم دارالعلوم خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

☆ خطیب جامع مسجد وڈسٹرکٹ خطیب ضلع سیالکوٹ۔ فصاحت اور بلاغت میں یکتا، غیر متنازعہ بیانات وتقاریر، تنقیدی بھی مثبت اور اپنے مسلک کی بھرپور وکالت اور نمائندہ کرنے والا جید عالم

☆ علم وحکمت کا خزانہ

☆ شب بیدار، تہجد گزار، مہمان نواز اور غریب پرور

☆ قانع، شاکر، بردبار، نرم دل، صابر اور عبادت گزار

☆ یتیم، بیواؤں اور پڑوسیوں پر مہربانی کرنے والے

☆ خوش خلق، خوش مزاج، مخیر اور وعدہ کے پابند

☆ اخلاق کے پیکر (بچے، جوان، بوڑھے، خواتین) سب آپ کے گرویدہ

☆ خیر خواہ، نیک کردار، باوقار، کم گو، راست گو، صلح جو، متقی اور پرہیزگار۔

☆ محب وطن پاکستانی

☆ جمعیت العلمائے پاکستان اور جماعت اہل سنت کے روح رواں

☆ اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی

☆ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفی ﷺ کے غازی مجاہد

☆ اپنے اور غیروں میں یکساں معقول وہر دلعزیز

☆ ایک فرمانبردار بیٹے ایک مثالی خاوند

☆ دردمند بھائی

☆ انتہائی شفیق باپ

☆ مزید برآں

اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث کی مساعی جمیلہ سے لاکھوں گم گشتگان راہ مستقیم پر گامزن ہوئے ہزاروں غیر مسلم آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے یقیناً آپ کی شخصیت سے رشد وہدایت اور علم و حکمت کے چشمے پھوٹے اور پھر ایک عالم کو سیراب کیا اور آپ سیالکوٹ کی پہچان بن گئے آپ نے تمام عمر توحید کا درس دیا۔ تمام عمر نیکی، پرہیز گاری اور تقوئی کے کاموں میں بسر کی، ساری زندگی اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت کی، خدا تعالیٰ اور رسول پاک کی خوشنودی کے لیے کوشاں رہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر خصوصی توجہ دیتے۔ جب بھی بات کرتے اچھی کرتے۔ کبھی دل میں حسد، بغض یا انتقام کو جگہ نہ دی۔ اہل بیت اور صحابہ اکرام کے ساتھ ساتھ اللہ والوں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ مزارات پر حاضری کو سعادت جانتے۔ مگر وہاں غیر شرعی رسومات اور خرافات کی ادائیگی سے سخت نفرت کرتے۔ طلباء کے مسائل اچھی طرح سمجھتے اور بچوں کو بہت عزیز جانتے اور مہمانان رسول کی خاطر مدارت میں فخر محسوس کرتے۔

کئی علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔ حصول علم کے بعد آپ نے دین اسلام کی وہ خدمت کی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ ان کی تمام زندگی کا ایک ایک لمحہ رسول کی رضا اور خوشنودی کے لیے وقف تھا۔

آپ کی تقاریر اور سمجھانے کا انداز بالکل سادہ، آسان اور عام فہم ہوتا تھا جس کی وجہ سے پر فہم اور ادراک رکھنے والا انسان مستفید ہونے میں کوئی دقت محسوس نہ کرتا، دنیاوی مسائل اور دینی وفقہی مسائل نہایت خوبصورتی سے احکام خداوندی اور رسول اکرم کے فرمان کے مطابق حل کرنے

میں اپنی مثال آپ تھے۔اور ہر آنے والے کو مطمئن کرنا ضروری سمجھتے تھے۔

اسلام کے عالمگیر پیغام کو چار دانگ عالم میں پہنچانا آپ کا مقصد حیات تھا۔اس مقصد کے حصول کی راہ میں آپ نے اپنی زندگی بھی قربان کر دی۔ بیماری، نقاہت اور جسمانی کمزوری کو اپنے مشن کی راہ میں کبھی رکاوٹ بننے نہ دیا۔

آپ کی مبارک زندگی سراپا تقویٰ کی زندگی تھی شریعت پیروی ان کا شعار تھا رمضان المبارک میں پورا ماہ اعتکاف، کئی قرآن مجید نوافل اور نماز تراویح میں سنانا پڑھنا اور سننا ان کے معمولات کا حصہ تھا۔ سخاوت اور غریب پروری میں بھی مشہور تھے دینی خدمات کے علاوہ ملک میں قومی شعار بیداری، دوقومی نظریہ کی برتری اور غیر شرعی رسم و رواج کی مخالفت کے سلسلہ میں آپ کی گرانقدر خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

سیاست کے لیے جمعیت العلمائے پاکستان کا پلیٹ فارم استعمال کیا۔اس جماعت کے بانی رکن بھی تھے۔مذہبی جماعت جماعت اہل سنت کے بانی اور فعال رکن تھے۔تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے ہراول دستے میں تھے۔زخمی بھی ہوئے اور جیل بھی گئے۔

۷۰ء کے الیکشن میں بھٹوازم کا خوب مقابلہ کیا اور ساتھ ہزار ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر آئے۔ جب کہ اکثر کی ضمانتیں ضبط ہو گئی تھیں۔ برملا کہتے تھے میری سیاست دین کے تابع ہے۔ میں صرف نظام مصطفیٰ کی بہاریں دیکھنا چاہتا ہوں۔

عاجزی انکساری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی تھے۔تمام مکتبہ فکر کے لوگ اور علماء ان کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ آپ کا جنازہ شہر اقبال کا واحد اجتماع ہے جو تاریخ سیالکوٹ میں منفرد تھا اس کا منظر بھی دیدنی تھا بلکہ یوں لگتا تھا کہ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام کے دروازے کے باہر کھڑا ہوں اور لوگ جوق در جوق نماز کے لیے خانہ کعبہ میں تشریف لانے کے لیے تیز تیز چل رہے ہیں آپ کی نماز جنازہ کے موقع پر یہی منظر دیکھنے میں آیا کہ جو گلی سڑک جنازہ گاہ کی طرف جا رہی ہے انسانوں سے بھری پڑی تھیں۔شہر کی

تمام سڑکیں سنسان ہو گئی تھیں۔آخرت کا سفر بھی آپ کا مثالی تھا نماز جنازہ پڑھنے والوں میں ملک بھر سے اور بیرون ممالک سے آئے ہوئے علماء عظام، اولیائے کرام، اکابرین اور ہر طبقہ فکر کے لوگ شریک تھے یہ بھی ان کے عظیم اور ولی کامل ہونے کی دلیل ہے۔

۱۵ مارچ ۱۹۹۸ء کو والدہ ماجدہ کے چہلم پر آپ کا خطاب یقیناً لاجواب مدلل انتہائی جامع، متاثر کن تھا، ہر طبقہ فکر کے لوگوں کا عظیم اجتماع تھا۔ ہر ایک ان کی بصیرت، قابلیت، فصاحت، بلاغت اور وسیع النظری سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکا۔ایسا لگ رہا تھا آپ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بول رہے ہیں اور چہرہ مبارک پر ایک خاص قسم کا نور ہی نور تھا۔زبان میں روانی اور شائستگی تھی عنوان بھی علماء حق اور علماء سوء کا تھا۔یقیناً یہ خطاب ان کے بہترین خطابوں میں منفرد تھا۔

اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث کی شفقت اور توجہ ہمیشہ مجھے میسر رہی لیکن آج ایک واقعہ جوان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد پیش آیا نہ چاہتے ہوئے بھی بیان کر رہا ہوں یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

صبح معمول کے مطابق (تقریباً ۱۰ بجے صبح) تیار ہو کر اپنی گاڑی میں اکیلا گھر سے نکلا۔ ڈرائیور بھی ساتھ نہ تھا۔ جب گاڑی مین روڈ پر آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بالکل سامنے قبلہ شیخ الحدیث نئی سفید پگڑی اور نئی شیروانی کے ساتھ ایک تخت پر براجمان ہیں چہرہ انتہائی خوبصورت اور جاذب نظر ہے ان کے سامنے ایک بہت بڑا مجمع لوگوں کا ہے جن کا رخ آپ کی طرف ہے۔میری طرف توجہ فرما کر حکم دیا کہ آج دعا آپ کرائیں گے۔ حیران بھی ہوا اور پشیمان بھی کیونکہ اپنی کم مائیگی کا پورا پورا احساس تھا۔مگر حکم کی تعمیل ضروری ہو گئی آپ یقین کیجئے کہ میں نے دعا مانگنی شروع کر دی میری زبان میں اتنی روانی اور شائستگی تھی جو میں نے کبھی پہلے محسوس نہ کی تھی بے شمار دعائیں پڑھتا چلا گیا جو بظاہر مجھے اچھی طرح یاد نہ تھیں عجیب سرور تھا اور کیفیت بھی انوکھی تھی۔ جب گاڑی امام صاحب کے دروازے (قبروں والے) کے قریب پہنچی تو میں نے آنکھ جھپکی تو احساس ہوا کہ تقریباً ۲ میل کا فاصلہ میں نے طے کر لیا ہے اور گاڑی بھی چلتی رہی۔ معمول کے مطابق دروازہ پر سلام کیا اور کلینک کو روانہ ہو گیا۔ وہ کیف اور لطف آج بھی محسوس کرتا ہوں تو شیخ الحدیث کی عظمت

کوسلام کرتاہوں کہ ان کی توجہ ابھی میری طرف ہے۔

یہ واقعہ اس لیے تحریر کیا ہے کہ جولوگ موت کے بعد کسی بات پر یقین نہیں رکھتے۔ اللہ کا فضل اور خلوص نیت ہوتو رابطہ ضرور رہتا ہے۔ یہ صرف اللہ کے برگزیدہ بندوں کی صحبت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔

اے اللہ تیرا فرمان ہے کہ جب قرآن مجید کے طالب علم (حفاظ) کسی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں تو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم نے تو ان کے استاد محترم کو آپ کے پاس بھیج دیا ہے تو ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرما۔ آمین اور مغفرت فرما اور ہم سب پر اپنا فضل وکرم اور زیادہ کردے آمین ثم آمین۔

آخر میں شہر اقبال کے ایک عاشق رسول اور نامور شاعر علامہ اقبال کا ایک شعر شیخ الحدیث جیسی شخصیات ہی کے لیے مخصوص ہے تحریر کررہاہوں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(بقیہ صفحہ 14 سے آگے)

برکت سے وہ جنگوں میں فتح پاتے تھے (بیہقی)۔ جنگ یرموک میں انکی ٹوپی گرگئی تو دوران جنگ تلوار ونیزہ چلانے کی بجائے انہوں نے ٹوپی تلاش کی، بعدازاں یہ وجہ بیان فرمائی کہ یہ ٹوپی جس جنگ میں میرے سر پر ہوتی ہے میں موئے مبارک کی برکت سے ضرور فتح پاتا ہوں۔

(مستدرک للحاکم، حجۃ اللہ علی العالمین)

ہم بھی عاشق صادق فاضل بریلوی کے لفظوں میں دعا گو ہیں۔

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی دولت خداداد کا

حیرت انگیز کرشمہ

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ

دار جلنگ میں سونے چاندی اور جواہرات کی تجارت کے لیے عبدالرحمٰن جوہری کا گھرانہ بہت مشہور ومعروف گھرانہ تھا۔ شہر کے صدر بازار میں سب سے بڑی دکان اسی فرم کی تھی۔ بیرونی ممالک سے درآمد وبرآمد کی کلیدی تجارت بھی انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔

محمد امین، عبدالرحمٰن جوہری کا ایک اکلوتا بیٹا تھا۔ دولت وریاست کی چھاؤں میں اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔ اس لئے انتہائی ناز ونعمت کے ساتھ اس کی پرورش ہوئی۔ حد سے زیادہ لاڈ وپیار نے اس کی زندگی کو بالکل غلط رخ ڈال دیا۔ ہاتھ میں پیسوں کی کمی نہیں تھی جلد ہی اس کے دوستوں کا ایک وسیع حلقہ تیار ہوگیا۔ بری صحبتوں کا اثر نہایت تیزی کے ساتھ اس کی زندگی پر پڑنا شروع ہوگیا۔

یہاں تک کہ شہر کے اوباشوں، آواروں اور بدمعاش لوگوں کی بھیڑ ہر وقت اس کے گرد جمع رہنے لگی۔ بہت ساری بری عادتوں کے علاوہ جوئے کی تباہ کن عادت اس کے گلے کا پھندا بن گئی۔ گھر کی دولت اسی نشانے پر بھینٹ چڑھتی رہی۔ افلاس کے سائے اس کی زندگی سے قریب ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ اس مہلک آزار نے اسے تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا۔ بزرگوں کی فہمائش پر سینکڑوں بار اس نے توبہ کی لیکن غارت گر ساتھیوں کی بزم میں پہنچ کر ہر بار اس کی توبہ ٹوٹ گئی۔

بیٹے کی غلط روی اور ہلاکت خیز روش سے باپ کے تمام ارمانوں کا خون ہوگیا۔ کاروبار کی ساری امنگیں سرد پڑگئیں۔ گھر کا مستقبل تاریک سے تاریک تر نظر آنے لگا۔ باپ کا بجھا ہوا دل اس صدمہ جانکاہ کی تاب نہ لاسکا۔ جگر کا خون سوکھنے لگا، رگوں کی آگ سرد ہونے لگی اور دیکھتے دیکھتے آنکھوں کی نیند، چہرے کی شادابی اور جسم کی توانائی زائل ہوگئی اب باپ فرم کی عالیشان مند

پر نہیں، بستر علالت پر فریش تھا۔ علاج پر لاکھوں روپے پانی کی طرح بہا دیئے گئے لیکن کھوئی ہوئی صحت واپس نہیں آسکی۔ جسم کا روگ ہو تو علاج بھی ہو سکتا ہے لیکن دلِ بیمار کا کیا علاج ہے؟ سارے معالجوں نے جواب دے دیا۔

رات ڈھل چکی تھی۔ سارے شہر پر ایک وحشت ناک خاموشی کا سناٹا طاری تھا۔ باپ کی حالت آج نہایت غیر تھی۔ منٹ منٹ پر غشی طاری ہو رہی تھی۔ خاندان کے سارے لوگ سر بالیں جمع ہو گئے تھے۔ امین بھی سر جھکائے ایک کنارے بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد باپ کو ذرا سا افاقہ ہوا تو آنکھ کھول کر اس نے اشارے سے امین کو اپنے قریب بلایا اور آبدیدہ بمشکل تمام یہ چند الفاظ اس کے منہ سے نکلے:

"بیٹا! اب میری زندگی کا چراغ بجھ رہا ہے، چند ہی لمحہ کے بعد میں ہمیشہ کے لئے تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ ہزار ارمانوں کے ساتھ خواجۂ ہند غریب نواز کے دربار سے میں نے تمہاری بھیک مانگی تھی یہ حسرت قبر میں بھی تڑپاتی رہے گی کہ ایک بار بھی تمہیں اجمیر کی سرکار میں حاضر نہ کر سکا۔ زندگی مہلت دے تو خواجۂ ہند کی چوکھٹ پر سلام ضرور کرآنا بیٹا! میری شرم وعقیدت کا فرض ادا ہو جائے گا۔ تمہاری خانہ خراب زندگی کا غم لے کر اب میں ہمیشہ کے لئے تم سے رخصت ہو رہا ہوں"

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہی ایک ہچکی آئی اور گیتی کا ایک غم نصیب مسافر ابدی نیند سو گیا۔ سارے گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی رات بھر کہرام بپا رہا۔ بیوہ ماں کی دردانگیز آہ وزاری سے سننے والوں کے کلیجے پھٹ گئے۔

امین کی حالت بھی قابل رحم تھی۔ روتے روتے ہچکیاں بند گئیں، آنکھ تلے اندھیرا چھا گیا۔ اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ باپ کو کھو کر اس نے اپنی زندگی کا مستقبل بھیانک بنا لیا ہے۔ صبح ہوتے ہوتے شہر کے معززین اور تمام احباب واقارب جمع ہو گئے۔ عبدالرحمٰن جوہری کی وفات پر سارا شہر سوگوار تھا۔ تجہیز وتکفین کے بعد جنازہ جس وقت گھر سے نکالا گیا ایک قیامت برپا تھی۔ شدتِ کرب سے گھر کا ہر شخص بے حال تھا۔ بیوہ ماں تو منٹ منٹ پر بیہوش ہو رہی تھی۔ امین پاگلوں کی طرح جنازے کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ شہر کے سب سے وسیع میدان میں نمازِ جنازہ

پڑھی گئی۔ سارا مجمع قبرستان تک ساتھ رہا۔ لحد میں جنازہ اتارتے ہی امین چیخ پڑا:

"مجھے بھی باپ کے ساتھ قبر میں لٹا دو، میں اپنی اس زندگی سے بیزار ہو چکا ہوں، جس کے غم میں گھل کر باپ نے جان دے دی ہے"

لوگوں نے بڑی مشکل سے ہاتھ پکڑ کر اسے الگ کیا اور ایک کنارے لیجا کر بٹھا دیا۔

تدفین کے بعد قبرستان سے سب لوگ واپس لوٹ آئے۔ امین کو بھی گھر تک پکڑ کر لایا گیا۔ اعزہ و اقارب نے گھر والوں کو تسلی دی۔ صبر کی تلقین کی، تیسرے دن جب فاتحہ سوئم میں لوگ جمع ہوئے تو خاندان کے بڑے بوڑھوں نے امین کو بٹھا کر سمجھایا:

"بیٹا! جو کچھ ہونا تھا، ہو گیا، خدا کی مشیت میں کسی کا چارہ نہیں اب اس کشتی کے تمہیں ناخدا ہو۔ اپنے باپ کی روح کو سکون دینا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو بالکل بدل دو، غلط صحبتوں سے توبہ کر لو اور ایک شریف بیٹے کی طرح اپنے باپ کے کاروبار کو سنبھالو۔ اب اپنی بیوہ ماں کے لئے اس دکھ بھری دنیا میں تسکین کا سہارا تمہی ہو"

امین سر جھکائے ہوئے اپنے بزرگوں کی باتیں سن رہا تھا۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی۔

آج پہلی مرتبہ امین جوہری اپنے باپ کے تنہا وارث اور کاروبار کے مالک کی حیثیت سے فرم کی مسند پر بیٹھا تھا۔ اپنے سارے دوستوں اور ساتھیوں سے رشتہ توڑ کر اب اس نے پوری توجہ کاروبار پر لگا دی تھی۔ دیکھتے دیکھتے چند ہی دنوں میں امین جوہری کی نیک نام شہرت سارے علاقے میں پھیل گئی۔ بیٹے کی سعادت مندی سے ماں کا اترا ہوا چہرہ بھی کھل اٹھا۔ اپنی ذہانت، نیک روی اور شرافت وسنجیدگی کی وجہ سے امین سارے قبیلے کی آنکھ کا تارا بن گیا۔ کاروبار کا دائرہ پہلے سے بھی زیادہ وسیع ہو گیا تھا اور خاندان کا وقار اپنے آخری نقطۂ عروج پر پہنچ گیا تھا۔

خوشحالی کے یہی دن تھے۔ بہار کا یہی موسم تھا، یہی مسکراتی ہوئی شام وسحر تھی اور یہی خورشید اقبال کی عین دوپہر تھی کہ اچانک گردشِ ایام نے کروٹ بدلی، سورج گہنانے لگا۔ بادِ خزاں دبے پاؤں صحنِ چمن کی طرف بڑھنے لگی، شام وسحر کے روشن چہرے ماند پڑ گئے پھر خاندان کا وقار

مجروح ہوگیا۔ پھر گھر کی پھیلی ہوئی رونقیں سمٹنے لگیں۔ قیامت آ گئی کہ پھر امین جوہری اپنے پرانے ساتھیوں کے ماحول میں پہنچ گیا۔

پھر جوئے کی ریس شروع ہوگئی پھر گھر کا سرمایہ داؤ پر لگا اور بینک کا سارا اندوختہ جوئے کی بھینٹ چڑھ گیا۔ ہوس کی آگ بجھانے کے لئے قرض کی طرف ہاتھ بڑھائے، ساہوکاروں نے دل کھول کر قرض دیئے اور کچھ دنوں کے بعد سننے میں آیا کہ دوکان اور ساری جائدادیں نیلام پر چڑھ گئیں۔ فرم کا نام ڈوب گیا چند ہی دنوں میں یہ ہرا بھرا چمن تاراج ہو کے رہ گیا۔

اب لوگوں کی زبان پر امین جوہری مر چکا تھا اور اس کی جگہ امین جواڑی نے لے لی تھی۔ لوگ امین جواڑی کے سائے سے بھاگنے لگے۔ جس راستے سے گزرتا انگلیاں اٹھتیں۔ سارا سرمایہ اور ساری جائداد لٹا دینے کے بعد ظالم نے گھر کا سامان بھی بیچ ڈالا۔ اب نہ سماج میں کوئی عزت تھی کہ کہیں سہارا ملتا اور نہ گھر میں گزر بسر کا کوئی ذریعہ رہ گیا تھا۔ نوبت فاقے تک پہنچ گئی۔ گھر کی جمی ہوئی محفل اجڑ گئی۔ سارے رشتہ دار ایک ایک کر کے رخصت ہوگئے۔ گھر میں سوائے بوڑھی ماں کے اور کوئی نہیں رہ گیا تھا۔

امین جواڑی دن بھر شہر کی خاک چھانتا اس لالچ میں کافی کافی دیر تک اپنے پرانے ساتھیوں کی محفل میں بیٹھا رہتا کہ داؤں جیتنے والوں سے دو چار پیسے مل جائیں اور پیٹ کی آگ بجھے۔ بوڑھی ماں محنت مزدوری کر کے ایک شام کا کھانا پکاتی۔ دن کا وقت فاقہ میں گزرتا۔ قسمت کی برگشتگی اور وقت کی آشفتہ حالی پر روتے روتے ماں کی آنکھیں خشک ہوگئی تھیں امین اب وہ دردمند امین نہ تھا جو باپ کی جدائی کی تاب نہ لا سکا تھا۔ اب سیہ کار زندگی اور غلیظ ماحول نے اس کے دل کی ساری لطافتوں کو سلب کر لیا تھا۔ اب دل کی جگہ اس کے سینے میں پتھر کا ایک ٹکڑا تھا جس کے اندر زندگی کا کوئی گداز نہیں تھا۔

ماں جب شدتِ غم سے پھوٹ پھوٹ کر روتی تو تسکین دینے کے بجائے ظالم جھڑک دیتا۔ ماں کی مامتا بھی عجیب دیوانی ہے کہ اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی امین ہی اس کے کلیجے کی ٹھنڈک تھا جب تک وہ اسے کھلا نہیں لیتی خود نہیں کھاتی جب تک اسے دیکھ نہیں لیتی، رات کو سونا

حرام تھا۔

رجب کا مہینہ آ رہا تھا خواجہ ہند کے عرس کا موسم آتے ہی ملک کے کونے کونے میں ہنگامہ عقیدت کا ایک شور برپا ہوگیا تھا شوق محبت اور جوشِ جنوں کے ہزاروں کارواں اجمیر کی طرف چلنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ امسال دار جلنگ سے بھی خواجہ وار دیوانوں کا ایک بہت بڑا قافلہ روانہ ہو رہا تھا۔ ہر محلے میں اجمیر کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ خواجہ کے پرشوق تذکرے سے مسلمانوں کی آبادیاں گونج اٹھی تھیں۔

امین کی بوڑھی ماں کو جب خبر ہوئی تو تڑپ گئی یکا یک شوق کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی۔ بہت دنوں کا سویا ہوا درد جاگ اٹھا غریبی، تنگ دستی اور زندگی کی بربادیوں نے خواجہ کی یاد کو اور بھی رقت انگیز بنا دیا تھا۔ ایک ٹھنڈی آہ بھر کر اس نے دل ہی دل میں خواجہ کو آواز دی۔

غریب نواز! ہم غریبوں کو بھی اپنی چوکھٹ پر بلوا لیجئے۔ وقت نے ہمیں محتاج بنا دیا، پاس ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔ خوشحالی کے زمانے میں آپ کو بھول جانے کی ہمیں کافی سزا مل گئی۔ حضور! ہماری خطا اب معاف کر دی جائے۔ میرے سرکار، ایک بار اپنے دلربا گنبد کا نظارہ کرا دیجئے۔ مرنے والے کی روح بھی آسودہ ہو جائے گی۔

یہ کہتے کہتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بندھ گئی۔ اسی عالم میں امین بھی کہیں سے آ گیا۔ آج اس کی بھی کیفیت بدلی ہوئی تھی، ماں کو روتا ہوا دیکھ کر وہیں بیٹھ گیا۔

"ماں! یہاں رو کر اپنے قیمتی آنسو ضائع مت کرو، چلو اجمیر چلیں وہیں خواجۂ ہند کی چوکھٹ پر جی کھول کر روئیں گے۔ ہماری بربادیوں کا ماتم یہاں کون دیکھتا ہے ماں! لوگ کہتے ہیں کہ خواجہ کے دربار میں قسمتوں کے ٹوٹے ہوئے آبگینے ایک لمحہ میں جڑ جاتے ہیں، چلو وہیں چلیں۔ مرحوم باپ کی وصیت بھی پوری ہو جائے گی اور اگر کہیں خواجہ کو ہمارے حال زار پر ترس آ گیا تو کچھ عجب نہیں کہ ہمارے گئے ہوئے دن واپس لوٹ آئیں، تیار ہو جاؤ ماں! قافلہ جا رہا ہے"

آج بیٹے کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر ماں کا دل بھر آیا۔ آنکھوں میں امید کے آنسو جھلکنے

لگے۔ پرشوق امنگوں کے عالم میں اٹھی اور گھر کے ٹوٹے پھوٹے برتن بیچ کر زادِ سفر کے لئے بڑی مشکل سے دس روپے کا انتظام کیا۔ ماں بیٹے دونوں بیخودی کی حالت میں گھر سے نکل پڑے اور قافلے میں شامل ہوگئے۔ خواجہ کا نام لیکر بلاٹکٹ گاڑی پر سوار ہوگئے۔ غریب نواز کا کچھ ایسا کرم ہوا کہ راستے میں کہیں پوچھ گچھ اور روک ٹوک نہیں ہوئی۔ جیسے جیسے اجمیر قریب آتا جا رہا تھا امید و لگن اور شوق کی تپش بڑھتی جارہی تھی۔

اب اجمیر ایک اسٹیشن رہ گیا تھا۔ تمام مسافر اپنا اپنا سامان درست کرنے لگے۔ امین اور اس کی بوڑھی ماں کے پاس سامان ہی کیا تھا جسے وہ درست کرتے۔ البتہ آنکھوں سے آنسوؤں کا طوفان امنڈ رہا تھا۔ دار جلنگ کے دو آشفتہ حال مسافروں کا یہی سب سے قیمتی سامان تھا جسے وہ خواجہ کے حضور میں پیش کرنے کے لئے اپنے جگر کی جلتی ہوئی رگوں سے جمع کر رہے تھے۔

جلوۂ جاناں کی طرح پلک جھپکتے اجمیر کا اسٹیشن سامنے آ گیا۔ خدام آستانہ زائرین کے خیر مقدم کے لئے ہر طرف کھڑے تھے۔ خواجہ کے معزز مہمانوں کا گروہ اپنے اپنے وکیل کے ہمراہ اسٹیشن سے باہر نکل رہا تھا۔ گیٹ سے گزرتے ہوئے ایک خادم نے امین سے دریافت کیا!

تمہارے وکیل کا کیا نام ہے؟

بوڑھی ماں نے آگے بڑھ کر جواب دیا "غریب نواز!"

خواجہ وار دیوانہ سمجھ کر خادم نے دوسری طرف رخ کر لیا۔ یہاں بھی بے روک ٹوک ماں بیٹے اسٹیشن سے باہر نکل آئے اور درگاہِ مقدس کی طرف پیدل چلنے والے قافلوں کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔

بلند دروازہ جیسے ہی نظر آیا عظمتِ خداداد کی دھمک سے پلکیں جھک گئیں۔ دل کی دھڑکنیں جوش عقیدت میں تیز ہوگئیں، دوزانوں بیٹھ کر بوڑھی ماں نے پلکوں سے چوکھٹ کا بوسہ اور ایک رقت انگیز بے خودی کے عالم میں امین کو آواز دی:

بیٹا! یہی وہ چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر تیرے مرحوم باپ نے تجھے بھیک کی طور پر حاصل کیا تھا۔ اس چوکھٹ کے ساتھ تیری زندگی کا رشتہ اٹوٹ ہے بیٹا!

ماں کی بات ابھی ختم بھی نہ ہو پائی تھی کہ امین نے گھٹنہ ٹیک دیا اور عالمِ بیخودی میں چوکھٹ کا بوسہ لینے کے لئے اس کی پیشانی خم ہوگئی۔ اس کے بعد مختلف دروازوں سے گزرتے

ہوئے ماں بیٹے احاطہ نور میں داخل ہوئے۔ اب خواجۂ کونین کا وہ حسین روضہ نظر کے سامنے تھا۔ جس کی زیبائی پر سارا ہندوستان شیفتہ ہے۔ ہر طرف جھما جھم نور کی بارش ہو رہی تھی۔ ہر آنکھ پرنم تھی۔ ہر دل پیکرِ فریاد تھا اور ہر شخص شراب عرفان کے کیف میں سرشار نظر آ رہا تھا۔

شاہانہ کر و فر اور شوکتِ جمال کا نظارہ دیکھ کر دونوں حیرانی کے عالم میں گم تھے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس عالم میں پہنچ گئے ہیں چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہوتے ہی ماں کی حالت غیر ہوگئی۔ آنکھوں کا چشمہ سیال پھوٹ پڑا۔ آلام کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی، کچھ اس طرح ٹوٹ کر اس نے فریاد کی کہ اس کی آہ وزاری سے لوگوں کے دل ہل گئے شہنشاہِ ہند کے حضور میں بلکتے ہوئے اس نے کہا:

"یتیموں، بیواؤں، اور بے سہاروں کے والی؛ گردشِ ایام کے ستائے ہوئے فریادی ایک نگاہِ کرم کی امید میں چوکھٹ پر کھڑے ہیں۔ مسرتوں اور خوش بختیوں کے راجہ! سنا ہے کہ ٹھکرائے ہوئے غم نصیبوں کو یہاں پناہ ملتی ہے۔ کروڑوں خانہ خراب آپ کے دربار سے شاد و آباد واپس لوٹے ہیں۔ ہمیں بھی اپنی نظر نہ آنے والی چارہ گری کا ایک جلوہ دکھا دیجئے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والے خواجہ! ہمارے بھی نصیب کا ٹوٹا ہوا شیشہ جوڑ دو۔ سرکار ایک بیوہ کی فریاد سن لو! ایک یتیم کی کشتی کو منجدھار سے نکال دو۔ تمہارا بخشا ہوا پھول مرجھا گیا ہے اسے ہرا بھرا کر دو خواجہ"

خدامِ آستانہ سے ماں بیٹوں کا بلک بلک کر رونا دیکھا نہ گیا۔ انہیں اندر لے گئے اور مزار کے پائنتی کھڑا کر کے سروں پر چادر ڈال دی۔ دامنِ رحمت کی ٹھنڈی چھاؤں میں آ جانے کے بعد جگر کی آگ بجھ گئی۔ آنسوؤں کا سیلاب تھم گیا اور انجانے طور پر دل کو سکون مل گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلے تو روحانی فراغت اور دل کا سرور چہرے سے آشکار تھا۔ بھوک نے ستایا تو لنگر خانے کی قطار میں کھڑے ہوگئے بھیک لی آسودہ ہوئے اور پھر چوکھٹ پر آ کر جم گئے۔ جب تک اجمیر میں رہے ماں بیٹوں کا یہی معمول رہا۔

آج رجب کی ۹ رتاریخ تھی میلہ ٹوٹ رہا تھا۔ قافلے واپس لوٹ رہے تھے۔ عشاق

کے لئے رخصت کی گھڑی قیامت سے کم نہیں تھی۔ فریادیوں کی چیخ اور آہ و زاری سے ہر طرف ایک شورِ محشر بپا تھا۔ ماں بیٹے بھی ڈبڈبائی آنکھوں سے خواجہ کے دربار سے رخصت ہوئے۔

بلند دروازے سے باہر نکل کر بیٹے نے ماں سے کہا "خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ واپس ہو رہے ہیں، سنا تھا کہ یہاں ایک لمحے میں تقدیر کی کایا پلٹ دی جاتی ہے۔

ماں نے جواب دیا! بیٹا جو کچھ تم نے سنا تھا غلط نہیں ہے۔ یہاں قسمت کی گرہ کھل جاتی ہے پر ہاتھ نظر نہیں آتا۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دامن بھر جاتا ہے لیکن دامن والے کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ بیٹا! عاروں اور اہلِ نظر کی یہ دنیا دیوانی نہیں ہے جو ہر سال بھکاریوں کی قطار میں یہاں آ کر کھڑی رہتی ہے۔

ماں، بیٹے کو سمجھا رہی تھی اور بیٹا اسی خیال میں سرگرداں تھا کہ پیچھے سے ایک آواز آئی "امین جواڑی"

پلٹ کر دیکھا تو ایک فقیر سڑک کے کنارے بیٹھا ہوا بھیک مانگ رہا تھا۔ امین نے ایک سائل سمجھ کر کوئی توجہ نہ دی اور آگے بڑھ گیا۔ فقیر نے پھر آواز دی اس مرتبہ آواز کے لہجے سے بے نیازی کا شکوہ ٹپک رہا تھا۔ ماں چلتے چلتے رک گئی امین بھی ٹھہر گیا، دونوں واپس لوٹے اور فقیر کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ فقیر نے تیور بدل کر کہا "لا تیرے پاس کچھ ہے، خواجہ کے نام پر رکھ دے"۔

امین کچھ پس و پیش ہوا لیکن ماں نے بغیر کسی تامل کے پانچ روپے نکال کر رکھ دیئے یہی اس غریب و مسکین قافلے کی کل کائنات تھی۔ فقیر نے اپنی جھولی سے کوئی چیز نکال کر ماں کے آنچل میں ڈالتے ہوئے کہا! "اسے چھپا کر رکھ لے۔ خواجہ کی برکت سے تیری خوشحالی کے دن پلٹ آئیں گے۔ جا سیدھی گھر چلی جا"

پر امید امنگوں کے عالم میں فقیر کے پاس سے ماں بیٹے اٹھے اور تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گئے۔ اسٹیشن پہنچ کر امین نے نہایت بے چینی کے ساتھ دریافت کیا "ذرا دیکھیں ماں"۔ فقیر نے کیا دیا ہے؟ دیکھا تو ہاتھ میں ایک گول چکنا پتھر پڑا ہوا تھا۔ امین کی ساری امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ جھنجھلا کر ماں سے کہا! وہ پانچ روپے بھی پانی میں بہہ گئے۔ اب راستہ کٹنا بھی مشکل ہے۔ افسوس، بڑی امید لے کر آئے تھے اور نہایت شکستہ خاطر ہو کر

یہاں سے لوٹ رہے ہیں۔ دارجلنگ میں تو ایک ہی وقت کا فاقہ تھا اب تو راستے بھر فاقہ کرنا ہوگا۔ کیا خبر تھی کہ فقیر کا لبادہ اوڑھ کر یہاں رہزن بھی راستوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔

جھنجھلاہٹ میں ماں کے ہاتھ سے وہ پتھر لے کر پھینکنا ہی چاہتا تھا کہ ماں نے اس کے ہاتھ سے چھین لیا "اسے ساتھ رکھنے سے تیرا کیا بگڑتا ہے۔ سونے کی ڈلی نہ سہی، خواجہ کے شہر کی یادگار تو ہے گھر پڑی رہے گی"

خدا خدا کر کے کسی طرح یہ قافلہ دارجلنگ پہنچ گیا۔ اس بار بھی راستے میں کہیں روک ٹوک نہیں ہوئی کئی دن کے فاقہ سے ماں بیٹا نڈھال ہو گئے تھے۔ گھر پہنچتے ہی محلہ پڑوس کے لوگوں نے کھانے کا انتظام کیا۔

دوسرے دن امین اپنی عادت کے مطابق صبح سویرے ہی اپنے ساتھیوں کی طرف نکل گیا۔ ساری محفلیں ویران ہو گئیں۔ جوئے کے تمام مرکزوں پر خاک اڑ رہی تھی۔ امین کو اس نئی صورت حال سے سخت اچنبھا ہوا۔ دریافت کرنے پر یہ راز کھلا کہ "محکمہ انسداد جرائم" کے ایک ہوشیار دستے نے سارے اڈوں پر چھاپہ مار کر سب کو رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا ہے۔

اپنے حق میں بھی خطرہ محسوس کرتے ہوئے امین فوراً گھر واپس لوٹ ایا۔ آج خلافِ معمول دن کے وقت بیٹے کو دیکھ کر ماں کو بیحد خوشی ہوئی اس کے دل نے اعتراف کر لیا کہ یہ خواجہ کی پہلی برکت ہے۔ دن کے وقت اپنے ساتھیوں میں پہنچ کر کچھ کھا پی لیا کرتا تھا۔ لیکن اب وہ سہارا بھی اجڑ گیا تھا۔ آج سارا دن فاقے سے گزر گیا۔ جھنجھلاہٹ میں بات بات پر ماں سے لڑ پڑتا تھا۔ وہ پانچ روپے اس کے ذہن سے نہیں اتر رہے تھے۔

غصے میں بھرا بیٹھا تھا ہی کہ اس کی نظر چکنے پتھر پر پڑ گئی جو فقیر کے پاس سے ماں لیکر آئی تھی۔ عالمِ غیظ میں اٹھا اور اس پتھر کو پوری طاقت سے اپنے گھر کی دیوار پر دے مارا۔ پتھر ٹوٹ گیا لیکن زندگی کو ٹوٹا ہوا آبگینہ جڑ گیا۔ دیکھا تو بیش قیمت جواہرات کے ٹکڑے ہزاروں کی تعداد میں صحن میں بکھرے ہوئے تھے۔

امین خوشی سے پاگل ہو رہا تھا، ماں سجدۂ شکر میں گری ہوئی۔ خواجہ کی ایک نگاہِ کرم سے پھر خوشحالی کے دن پلٹ آئے۔ امین جواڑی پھر امین جوہری ہو گیا۔

اب جوہری امین کسی مقامی فرم کا نہیں بلکہ جواہرات کی بین الاقوامی ایجنسیوں کا مالک تھا۔ ''خواجہ تیرے ڈھنگ نرالے''

☆☆☆

چار گھنٹے کے لیے امیر اہلسنت کی لاہور آمد

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے سربراہ اور درگاہ قادریہ بھر چونڈی شریف (سندھ) کے سجادہ نشین امیر اہلسنت حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری مدظلہ العالی جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے دو روزہ تربیتی کنونشن میں شرکت کے لیے کراچی سے خصوصی طور پر ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۳ کو تین بجے لاہور پہنچے وہ سیدھے مینار پاکستان کے سبزہ زار تشریف لائے جہاں انھوں نے شیخ الاسلام قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ نماز مغرب ادا فرمائی کنونشن کی افتتاحی نشست کی صدارت فرمائی، پھر صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا اور شام سات بجے واپس کراچی روانہ ہو گئے۔ کیونکہ انہیں وہاں مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ سندھ کے امیر حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ کے برادر کی شادی خانہ آبادی میں شریک ہونا تھا۔

صاحبزادہ سید احسان احمد گیلانی اور ملک محبوب الرسول قادری نے دیگر احباب سمیت انہیں لاہور ہوائی اڈے پر الوداع کیا۔

دعائے صحت کی اپیل

یونین کونسل نلی شریف ضلع خوشاب کے سابق کونسلر اور متحرک دینی وسماجی شخصیت ملک غلام محمد اعوان گذشتہ تقریباً چھ ماہ سے صاحب فراش ہیں اور اپنے چھوٹے فرزند محترم ملک قاری محمد اکرام اعوان کے ہاں فیصل ٹاؤن لاہور میں مقیم ہیں۔ علاج معالجہ جاری ہے قارئین کرام سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ موصوف کی جلد اور کامل صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں۔

تھا وہ اک شخص یہاں صبح کے تارے جیسا

عظیم سماجی شخصیت طارق جاوید شیخ کی رحلت

میگزین رپورٹ

کائنات میں کوئی بھی ٹولہ، فرقہ، گروہ، مذہب یا مکتبۂ فکر ایسا نہیں جو ''موت'' کی حقیقت کا انکار کر سکے۔ گویا ہر انسان اس نقطہ پر متفق ہے کہ بہر حال ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور کسی کو موت سے فرار ممکن نہیں۔ خلاقِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ..... کل نفسٍ ذائقة الموت...... ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موت دو قسم کی ہے ایک مقبولانِ بارگاہ الٰہی اور محبوبانِ خدا کی موت اور دوسری خدا کے دشمنوں کفار و مشرکین اور منافقین کی موت...... رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قبر جنت کے باغوں میں سے باغ اور جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا ہے...... اللہ والوں کی موت ایک گھر سے دوسرے گھر میں نقل مکانی کے مترادف ہوا کرتی ہے جبکہ خدا کے باغیوں کی موت عذاب الٰہی کی ایک صورت ہوتی ہے...... اللہ والوں کی موت حبیب سے حبیب کی ملاقات کا بہانہ ہوتی ہے۔

خدا کو اپنی مخلوق اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت، بہت پیاری ہے مخلوق کی خیر خواہی اور حضور علیہ السلام کی امت کی بہتری کے لیے کام کرنے والے اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہوتے ہیں۔ سماجی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر دوسروں کے کام آنا، رضائے رب کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے اپنے لیے تو ہر کوئی جیتا ہے۔ اپنے لیے جینا کوئی کمال نہیں۔ دوسروں کے جینا بڑا کمال ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھیں کرو بیاں

۹ ستمبر ۲۰۰۳ء منگل کا دن تھا اور اس دن راولپنڈی شہر میں ایک عظیم سماجی شخصیت محترم طارق جاوید شیخ انتقال کر گئے...... وہ دوسروں کے کام آنے والے عظیم انسان تھے...... دوسروں کے کام کر کے انہیں حقیقی خوشی ہوتی تھی...... وہ ایک بے لوث اور مخلص انسان تھے...... ان کے قریب بیٹھنے والے ان کی رفاقت پر فخر کرتے ہیں اس لیے کہ وہ ایک......اللہ والے...... کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

دراصل ''اللہ والا'' تو وہی ہوتا ہے جسے اللہ کی مخلوق سے پیار ہو کیونکہ کسی اللہ والے کو کسی خاص وضع قطع، لباس، رنگ، ماحول یا جماعت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کر کے روحانی مسرتیں حاصل کر لیتا ہے اور اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے مرحوم طارق جاوید اس حوالے سے واقعی ''اللہ والے'' تھے۔ ان کی عمر تقریباً ۴۸ برس تھی ان کی ولادت بھی راولپنڈی میں ہوئی اور رحلت بھی۔ وہ شیخ محمد حسین مرحوم کے فرزند ارجمند تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں دینی ذوق اور سماجی جذبے کی فراوانی عطا فرمائی تھی۔ انھوں نے ۱۹۹۲ء میں اس وقت کے وفاقی وزیر مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص کوٹے پر حج کی منظوری حاصل کی اور اپنے خرچ پر حج وزیارت سے سرفراز ہوئے ان کے ہمراہ ضلع سیالکوٹ کی ممتاز علم دوست شخصیت اور ان کے کزن محترم ڈاکٹر خالد سعید شیخ بھی تھے۔ اللہ کی جناب اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں ان کی یہ حاضری ان کو محبت کی ''سوغات'' عطا فرما گئی مرحوم ایمپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کرتے تھے اور کچھ عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا تھے۔ گردے کی تکلیف نے انہیں خاصا بے چین رکھا وہ ہمارے محترم دینی وعلمی ساتھی ڈاکٹر خالد سعید شیخ کے بہنوئی تھے۔ جس کی وجہ سے ہمیں ان کی طبیعت سے آگاہی ہوتی رہتی تھی۔ ان کی صحت یابی کے لیے دعائیں، علاج معالجہ، روحانی توجہات کیا کچھ نہ کیا؟ مگر اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مخلوق کے ارادے ایک جیسے نہیں ہوتے تدبیر پر ہمیشہ تقدیر غالب رہتی ہے اللہ تعالیٰ کے امر کو بقاء اور دوام حاصل ہے اور ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

طارق جاوید شیخ، جنت سدھار گئے ان کی نماز جنازہ عیدگاہ شریف، راولپنڈی میں ان کے

ہم زلف محترم علامہ ذکریا پوری کی اقتداء میں ادا کی گئی اور سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں انہیں لحد میں اتار دیا گیا۔

روح کو چھوتے ہوئے ایک نظارے جیسا
تھا وہ اک شخص یہاں صبح کے تارے جیسا

ارشاد نبوی ﷺ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ ''...... جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کے عمل کا سلسلہ کٹ جاتا ہے مگر تین اعمال سے یعنی تین اعمال ایسے ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری وساری رہتا ہے۔ ۱۔ صدقہ جاریہ کا ثواب۔ ۲۔ اس علم کا ثواب جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یعنی کوئی دینی کتاب لکھی، یا شائع کی یا تقسیم کی یا مدرسہ بنایا، یا فروغ علم کے لیے کوشش کی۔ ۳۔ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ (مشکوۃ، کتاب العلم)

مرحوم طارق جاوید شیخ نے اپنے بعد بیوہ پانچ بچے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں متعلقین سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کے بچے اپنے عظیم والد کی متعین کردہ راہوں پر ہی چلتے رہیں جس سے انہیں اور ان کے مرحوم والد کو دنیا سے گزر جانے کے بعد بھی فائدہ، نیکیاں اور اجر عظیم ملتا رہے۔

مرحوم کا جو سوانحی خاکہ ہمیں موصول ہوا وہ کچھ یوں ہے۔

نام:۔ شیخ طارق جاوید

والد کا نام: شیخ محمد حسین مرحوم

جائے ولادت: راولپنڈی۔ 31-7-1953

رنگ گورا، نقش تیکھے، جسم صحت مند اور فربہ، بال گھنگریالے، قد درمیانہ

خاندانی تعارف:۔ والد گرامی پاکستان بننے سے پہلے (بمبئی انڈیا) کاروبار کرتے تھے۔ بمبئے سیٹھ کے نام سے جانے جاتے تھے۔ پھر راولپنڈی میں آ کر کاروبار شروع کر دیا اور پنجابی سیٹھ کہلائے۔ آرمی اور گورنمنٹ کنٹریکٹر بھی رہے۔ اچھے لباس اعلیٰ خوراک۔ شائستہ گفتگو مہمان نوازی ان کی پہچان تھی۔ والدہ ماجدہ نہایت اعلیٰ اقدار کی حامل خاتون۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند۔

مہمان نواز۔ ملنسار خوش اخلاق عورت تھیں۔ دونوں ماں باپ حج اور عمرہ کی نعمتوں سے بھی مالا مال تھے۔

تعلیم: میٹرک: سید (بوائز) ہائی سکول راولپنڈی 1968ء

ایف ایس سی گارڈن کالج راولپنڈی 1970ء، بی ایس سی، گارڈن کالج راولپنڈی 1972ء، ایم ایس سی، قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد 77-76-1975ء

دوران تعلیم نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ قائد اعظم سکاؤٹ بھی رہے۔

کاروبار: والد ماجد کے ساتھ والد صاحب کا انتقال ۱۹۸۷ء میں ہوا۔ بڑے بیٹے ہونے کے سبب ذمہ داریاں بڑھ گئی

گورنمنٹ کنٹریکٹر، امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ (khan sports) کے نام

ایران، عراق، سعودی عرب، یورپین ممالک، عرب امارات، کاروبار کے لیے گئے۔

۱۹۹۲ء میں حج مجاہد ملت و مولانا عبدالستار نیازی خان وزیر حج دوران کے احکام پر ڈاکٹر خالد شیخ (برادر نسبتی) کے ہمراہ کیا۔ متعدد بار عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔

آخری عمرہ ۲۰۰۲ء کے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ادا کیا آنے کے کچھ عرصہ کے بعد بیماری نے آلیا۔ گردے خراب ہوگئے نہ بلڈ پریشر شوگر میں اضافہ ہوگیا۔ مئی ۲۰۰۳ء میں کڈنی ٹرانسپلانٹ کرایا کامیاب آپریشن رہا۔ دو ماہ بعد نمونیا ہوگیا۔ پھر دل کا دورہ ہوا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اور ۹ ستمبر کو اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

خاندان: چار بھائی + چار بہنیں (تمام شادی شدہ) بھائی بہنوئی ذاتی کاروبار

۲ بیٹے ایک بی سی ایس کر رہا ہے۔ دوسرا آٹھویں جماعت کا طالب علم ہے

۳ بیٹیاں ایف اے۔ نویں اور ششم کی طالبات، بیوہ

دینی خدمات:۔

کئی مساجد اور مدرسوں کی مالی معاونت

بیواؤں۔ یتیموں اور غریبوں کی باقاعدگی سے مدد

دینی تقاریب میں باقاعدگی سے شرکت

سماجی خدمات:۔

کاروباری لوگوں کے مسائل محلہ داروں رشتہ داروں عزیزوں کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش

کئی سوشل ویلفیئر سوسائیٹیوں سے منسلک

حال:۔ سنیئر نائب صدر انجمن تاجران، بازار کلاں، راولپنڈی، رکن مجلس عاملہ ایوان صنعت حروف راولپنڈی

غریب ہو یا امیر تمام کی خوشیوں میں اور غم کے اوقات میں شریک ہونا ضروری سمجھتا تھا۔ اور شریک بھی ضرورت ہوتا تھا۔ خواہ بیماری کیوں نہ ہو۔

اگر کسی نے کوئی کام کہہ دیا ہے۔ اس کو کرنا فرض سمجھ کر ضرور کرتا۔ خواہ اس میں کتنا ٹائم اور پیسہ صرف ہو جائے۔ غریب پرور۔ مذہب سے لگاؤ۔ مہمان نواز۔ ملنسار تھا۔ طبیعت جلالی تھی۔ مگر دل کا صاف انسان تھا۔ اپنے اور غیروں میں یکساں مقبول انگیز شخصیت

جنازہ آخری سفر: مثالی: راولپنڈی کی تاریخ کا ایک بہت بڑا اجتماع۔ دعا اتنی پرسوز تھی کہ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ جنازہ ہم زلف شیخ عشرت عبدالحمید پوری صاحب نے پڑھایا

شرکاء: حکومت وقت کی نمائندگی شیخ رشید احمد وزیر اطلاعات فروغ ابلاغ عامہ

ضلع ناظم۔ تحصیل ناظم قومی و صوبائی اسمبلی ممبران

متعدد ناظمین نائب ناظمین کونسلر ڈاکٹر تاجر آرمی انجینیئر بیوروکریٹس

مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں خصوصی دعائیں

متعدد شہروں میں قرآن خوانی اور دعائے مغفرت

ختم انشاءاللہ 19 اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عصر

مرحوم کے لیے بار بار ایک شعر دماغ کی سکرین پر آرہا ہے جو موقع کی مناسبت سے حسب

حال ہے۔ ملاحظہ ہو!

رُکے تو چاند، چلے تو ہواؤں جیسا تھا
وہ شخص دھوپ میں دیکھو تو چھاؤں جیسا تھا

ہم عزیزان عدیل جاوید شیخ، نبیل جاوید شیخ ان کی ہمشیرگان، والدہ محترمہ، اپنے عظیم بھائی ڈاکٹر خالد سعید شیخ محترم علامہ ذکریا پوری اور جملہ لواحقین کی خدمت میں تعزیت گزاری کے ساتھ دعا گو ہیں کہ رب کریم مرحوم کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کی سیأت سے صرف نظر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کرے درجات بلند فرمائے، ان کی قبر کو ٹھنڈا، روشن اور کشادہ فرمائے۔ اللہ کریم ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم مخلوق کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر جدوجہد کریں۔ آمین

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
جو کمی ہے تو اسی چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا
بہیں کیوں نصیر نہ اشکِ غم کروں کیوں نہ لالہ زاریاں
ہمیں بے قرار وہ چھوڑ کر سرِ راہ گزار چلا گیا

ڈاکٹر محمد صالح طاہر سے اظہار تعزیت

قائداعظم، علامہ اقبال کے رفیق خاص، تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت ۵۳ء کے مجاہد، جمعیت علماء پاکستان کے پہلے مشیر قانون، نامور صحافی، قانون دان، مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت، خدمات، نظریات، جدوجہد اور کارناموں کے حوالے سے پی ایچ ڈی کرنے والے نامور محقق، دانشور، مزاح نگار اور مصنف محترم ڈاکٹر محمد صالح طاہر کی والدہ محترمہ گذشتہ دنوں اچانک انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ڈاکٹر صاحب سمیت جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم محترمی ڈاکٹر صالح طاہر سے تعزیت گزار ہیں۔

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات

اور

بزرگانِ بیربل شریف کا سالانہ عرس مبارک

رپورٹ: حکیم محمد اشرف

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف اپنے قیام سے اب تک پورے تسلسل کے ساتھ خدمت دین متین اور فروغ علم کو مشن بنا کر مصروف عمل ہے اور اس کا سہرہ اس ادارہ کے بانی ناظم اعلیٰ اور نامور ماہر تعلیم حضرت پیر طریقت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی مدظلہ کے سر ہے وہ انتھک کوشش اور محنت کے عادی ہیں۔ انھوں نے ادارہ معین الاسلام کو فکرِ قرآن کو عام کرنے کے لیے قائم کیا۔ ان کا خیال ہے کہ ادارہ معین الاسلام امت مسلمہ کو جہالت سے باہر نکالنے کے لیے موثر انداز میں اپنا کردار ادا کر سکے۔ ادارہ معین الاسلام کی اعلیٰ کارکردگی اور پھر ذہین اور قابل طلباء میں تقسیم انعامات واسناد اس کا ہر سال کا مستقل معمول ہے۔ امسال ادارہ معین الاسلام کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات چودہ ستمبر ۲۰۰۳ء کو محکمہ تعلیم صوبائی پارلیمانی سیکرٹری اور پنجاب اسمبلی کے رکن چودھری نذر حسین گوندل کی زیر صدارت ادارہ کے اولڈ کیمپس میں منعقد ہوئی۔ جس میں ادارہ کے صدر جناب ظفر اللہ خاں بھٹی، پروفیسر نصر اللہ معینی، پروفیسر ملک غلام عباس خان مہمان خصوصی تھے۔ نقابت کے فرائض ماہنامہ سوئے حجاز کے ایڈیٹر اور مجلہ انوار رضا کے چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری نے سرانجام دی ہیں۔

روزنامہ جنگ لاہور نے جوہرآباد سے اپنے نامہ نگار کی کوریج رپورٹ ۱۶ ستمبر ۲۰۰۳ء کو جلد نمبر ۲۴ شمارہ نمبر ۳۳۴ میں ان الفاظ میں کی۔

''.....صوبائی پارلیمانی سیکرٹری تعلیم اور پنجاب اسمبلی کے رکن چودھری نذر حسین

گوندل نے کہا ہے کہ اسلام کے حقیقی نظام کے عملی نفاذ کے لیے مدارس دینیہ طلبہ کی فکری وعملی تربیت کا فریضہ نبھائیں تو جلد ہی ہم پاکستان میں نظام مصطفیٰ کی بہار دیکھیں گے، ادارہ معین الاسلام تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت اور دینی وعصری علوم کے فروغ کے سلسلہ میں مثالی خدمات سر انجام دے رہا ہے ہم حضرت پیر طریقت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی کو اس عظیم خدمت پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ وہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات کے اختتام پر صدارتی خطاب کر رہے تھے جس میں پروفیسر محمد نصر اللہ معینی لاہور، حاجی ظفر اللہ خان بھٹی ننکانہ صاحب، حاجی اصغر علی بھٹی ننکانہ، پروفیسر ملک غلام عباس خان جوہر آباد، قاضی محمد عمر ایڈووکیٹ پنڈ دادنخان، مہمانان خصوصی تھے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ بلاشبہ ادارہ معین الاسلام دینی وعصری علوم کے امتزاج کی مثالی درسگاہ ہے۔ قبل ازیں انھوں نے مختلف جماعتوں کے ان طلبہ میں انعمات تقسیم کیے جنھوں نے ادارہ معین الاسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے مختلف تعلیمی اداروں میں امتحانات دیے اور فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ انعامات حاصل کرنے والے خوش نصیب طلبہ میں مڈل کے محمد آصف نے ۶۳۶ نمبر حاصل کیے اور فرسٹ پوزیشن حاصل کی، کلاس نہم کے طالب علم شوکت علی نے گورنمنٹ ہائی سکول شاہپور صدر میں امتحان دیا ۴۲۴ نمبر حاصل کر کے اول پوزیشن حاصل کی، دہم جماعت کے طلبہ میں سے علی رضا نے ۵۶۶، نعیم الدین نے ۵۷۰ اور محمد اصغر نے ۵۸۹ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ سیکنڈ ایئر ایف اے کے طالب علم محمد طیب نے ۶۵۴ اور عمران خان نے ۷۰۲ نمبر حاصل کیے۔ تھرڈ ایر کے تنویر عباس نے گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر سے امتحان دیا اور کالج میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ ادیب عربی کے کل چھ سو نمبروں میں سے طالب علم محمد امان نے ۴۱۴ نمبر لے کر سرگودھا تعلیمی بورڈ میں تیسری جبکہ ضیاء المصطفیٰ نے ۴۷۳ نمبر حاصل کر کے سرگودھا بورڈ میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ بی اے کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے فرسٹ پوزیشن میں پاس کرنے والے طلبہ میں محمد اقبال نے ۴۸۲، سیف الرحمن ۴۹۴، فخر معین نے ۵۳۳ اور عامر رضا نے ۵۴۷ نمبر حاصل کیے۔ واضح رہے کہ فکر معین اور سیف الرحمن دونوں طلبہ سربراہ ادارہ حضرت صاحبزادہ

پروفیسر محبوب حسین چشتی کے بیٹے ہیں۔ اسلام میں محمد ندیم عابد نے سرگودھا یونیورسٹی سے امتحان دیا، ۵۶۶ نمبر لیے نہ صرف فرسٹ ڈویژن حاصل کی بلکہ سرگودھا یونیورسٹی میں دوم رہے۔ صدر مجلس چودھری نذر حسین گوندل نے انعامات تقسیم کیے بعد ازاں سربراہ ادارہ پروفیسر محبوب حسین چشتی نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور طلبہ کے روشن مستقبل اور پاکستان کے استحکام کے لیے دعا کی۔ پارلیمانی سیکرٹری محکمہ تعلیم چودھری نذر حسین گوندل نے بیربل شریف سے کوٹ بھائی خان تک تین کلومیٹر پختہ سڑک کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ بیربل شریف ایک عظیم روحانی مرکز ہے اور ادارہ معین الاسلام کے قیام سے اس گاؤں کی اہمیت مزید اضافہ ہوگیا ہے، میں ذاتی دلچسپی لے کر حکومت پنجاب سے اس کی لنک روڈ کی فوری تعمیر کی کوشش کروں گا۔.....''......

حضرت خواجہ فخر الدین بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی بیربلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سالانہ عرس مبارک سجادہ نشین درگاہ عالیہ چشتیہ بیربل شریف کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں حسب سابق ذہین فطین اور اعلیٰ کارکردگی کے حامل طلباء میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ اس موقع پر سربراہ ادارہ پروفیسر محبوب حسین چشتی نے اعلان کیا کہ بی اے اور مولوی فاضل کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کرنے والے خوش نصیب طلباء کو......جبکہ......ایف اے میں ۷۰۰ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے خوش نصیب طلباء کو ایوارڈ اور آئندہ کے لیے میٹرک میں ۶۰۰ سے زائد نمبر حاصل کرنے والے خوش نصیب طلباء کو میڈل عطا کیے جائیں گے۔ جبکہ اب کی بار میٹرک میں فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والے طلباء کو میڈل عطا کیے گئے۔

معین اسلامک اکیڈمی کے زیر انتظام ادارہ معین الاسلام بیربل شریف ضلع سرگودھا میں جن طلباء کو ایوارڈ عطا کیے گئے ان کے اسماء گرامی اور کارکردگی ملاحظہ ہو۔

ایم اے اسلامیات پارٹ ون ۲۰۰۳ء

نام طالب علم	ایڈریس	حاصل کردہ نمبر	پوزیشن
محمد مظہر	کوٹ بھائی خان (سرگودھا)	347	سرگودھا یونیورسٹی میں اول پوزیشن

بی اے پنجاب یونیورسٹی

عامر رضا	بچیکی ضلع شیخوپورہ	547	فرسٹ
فخر معین	بیربل شریف	533	گورنمنٹ کالج شاہ پور میں اول
سیف الرحمٰن	بیربل شریف	494	فرسٹ ڈویژن
محمد اقبال	اتھر ضلع جہلم	482	فرسٹ ڈویژن

تھرڈ ائیر

تنویر عباس	شاہ پور ضلع سرگودھا	320	گورنمنٹ کالج شاہ پور میں اول پوزیشن

سیکنڈ ائیر

عمران خان	لٹیاں ضلع شیخوپورہ	702	اول

فرسٹ ائیر

محمد انور	بھلوال ضلع سرگودھا	371	گورنمنٹ کالج شاہ پور میں اول

میٹرک

محمد اصغر	کھوڑہ ضلع خوشاب	589	اول

نہم

شوکت علی	بچیانہ ضلع فیصل آباد	324	گورنمنٹ ہائی سکول شاہپور میں اول

مڈل

محمد عاصم	منڈی بہاؤالدین	741	اول

ادیب عربی

ضیاء المصطفیٰ	کالاباغ ضلع میانوالی	473	سرگودھا بورڈ میں اول پوزیشن
محمد امان	سیدل ضلع سرگودھا	414	سرگودھا بورڈ میں سوم پوزیشن

چار سالہ فاضل الطب والجراحت کورس زیر اہتمام ۔ نیشنل کونسل فار طب اسلام آباد

حکیم محمد اشرف	بچیکی ضلع شیخوپورہ	حفظ کیا، مڈل 485 نمبر، میٹرک 426، ایف اے 550، چار سالہ طبیہ کورس

خصوصی انعام حاصل کرنے والے طلباء کے نام

نام طالب علم	ایڈریس
عدیل شہزاد	بچیکی ضلع شیخوپورہ
احمد فاروق	موڑ کھنڈا ضلع شیخوپورہ
محمد ناصر	لیٹاں ضلع شیخوپورہ
محمد ممتاز	سلانوالی ضلع سرگودھا

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف سے فارغ التحصیل طلباء کے نام (شعبہ حفظ)

۱۴۲۴ھ (۲۰۰۳ء)

نمبر شمار	نام طالب علم مع ولدیت	ایڈریس	عرصہ (جس میں قرآن پاک حفظ کیا)	تعلیمی قابلیت
1	نجیب الرحمٰن ولد محمد افضل	اتھر ضلع جہلم	3 سال 3 ماہ	حفظ کیا، میٹرک کیا 458 نمبر لیے اور اب فرسٹ ائیر کا طالب

2	محمد رمضان ولد مولا بخش	بیربل شریف	4 سال	حفظ کیا، مڈل میں 440 نمبر لیے اور اب کلاس نہم کا طالب علم
3	محمد احمد ولد منظور حسین	بچیکی ضلع شیخوپورہ	6 سال	حفظ کیا، میٹرک میں 466 نمبر ایف اے میں 683، اب بی اے کا طالب علم
4	محمد شہریار ولد عارف علی	ہندال تحصیل وضلع قصور	5 سال	حفظ کیا، مڈل میں 475 نمبر، میٹرک میں 457 اور اب سیکنڈ ایئر کا طالب علم
5	محمد آصف ولد محمد اختر حسین شاہ	کینال کالونی سرگودھا	4 سال	حفظ کیا اور مڈل میں 452 نمبر لیے
6	محمد ابوبکر ولد محمد اقبال	شاہ یوسف ضلع سرگودھا	4 سال	حفظ کیا اور اب کلاس ہفتم کا طالب علم
7	محمد قمر اقبال ولد خداداد	بیربل شریف	4 سال	حفظ کیا اور کلاس ہفتم کا طالب علم
8	سعید احمد ولد خورشید احمد	میانی ضلع سرگودھا	3 سال	حفظ کیا اور مڈل میں 432 نمبر لیے
9	ناصر حسین ولد محمد جعفر	کوٹ خدا بخش ضلع سرگودھا	4½ سال	حفظ کیا لیکن سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی

10	عطا فرید ولد عبد الغفور	موڑ کھنڈا ضلع شیخوپورہ	4½ سال	حفظ کیا، میٹرک میں 494 نمبر ایف اے میں 666 اور اب بی اے کا طالب علم
11	مطیع الرحمن ولد عبد الرحمن	بھتنی ضلع سرگودھا	3 سال	حفظ کیا اور اب کلاس ہشتم کا طالب علم
12	محمد ثقلین ولد محمد ممتاز	شاہ پور صدر	3 سال	حفظ کیا اور اب کلاس نہم کا طالب علم
13	محمد ناصر ولد محمد اسلم	اٹھر ضلع جہلم	3½ سال	حفظ کیا، میٹرک میں 537 نمبر لیے اور اب فرسٹ ایئر کا طالب علم
14	تصدق حسین ولد میاں محمد صادق	فارورڈ کہوٹہ آزاد کشمیر	4 سال	حفظ کیا اور کلاس ہشتم کا طالب علم
15	محمد صفدر ولد ملازم حسین	چک موئی ضلع سرگودھا	5 سال	حفظ کیا، سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی
16	محمد شعبان ولد محمد بوٹا	بچیکی ضلع شیخوپورہ	4½ سال	حفظ کیا، مڈل میں 370 نمبر لیے اور اب کلاس نہم کا طالب
17	عامر شہزاد ولد محمد الیاس	کنڈان کلاں ضلع سرگودھا	3½ سال	حفظ کیا اور اب کلاس نہم کا طالب علم
18	محمد امجد ولد علم دین	موڑ کھنڈا ضلع شیخوپورہ	3 سال	حفظ کیا اور سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی

19	فضل احمد ولد محمد اسلم	چک اللہ یار ضلع سرگودھا	۳½ سال	حفظ کیا اور سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی
20	طارق محمود ولد سمند خان	کوٹ کمبوہ ضلع سرگودھا	4 سال	حفظ کیا اور مڈل میں 402 نمبر لیے
21	محمد اشرف ولد محمد نواز	کوٹلہ چاچڑ شریف	۳½ سال	حفظ کیا اور سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی
22	انصر عباس ولد عمر حیات	خواجہ آباد ضلع سرگودھا	3 سال	حفظ کیا اور سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی
23	اکبر علی ولد مقبول احمد	موضع فیروز ضلع اوکاڑہ	6 سال	حفظ کیا میٹرک میں 447 نمبر لیے اور ایف اے 666 اور اب بی اے کا طالب علم
24	مرید سلطان ولد عطا محمد	چاچڑ شریف (سرگودھا)	۳½ سال	حفظ کیا مگر سکول کی تعلیم حاصل نہیں
25	محمد جہانگیر ولد محمد نذیر	چاچڑ شریف	4 سال	حفظ کیا لیکن سکول کی تعلیم حاصل نہیں کی
26	غلام دستگیر ولد محمد ریاض	میگھہ کدی ضلع سرگودھا	۳½ سال	حفظ کیا اور اب ہفتم کلاس میں پڑھتا ہے
27	محمد یونس ولد محمد حیات	کوٹ پہلوان	3 سال	حفظ کیا اور اب جماعت ہفتم میں پڑھتا
28	دوست محمد ولد ولی محمد	چاچڑ شریف	3 سال	حفظ کیا لیکن سکول نہیں پڑھا

فارغ التحصیل شعبہ درس نظامی ۲۰۰۳ء

نام طالب علم مع ولدیت	ایڈریس	عرصہ	تعلیمی قابلیت
محمد مظہر ولد محمد اعظم	کوٹ بھائی خان (سرگودھا)	6 سال	ادیب عربی 345 فاضل عربی۔ 338 ایف اے۔ 686 بی اے۔ 464 ایم اے اسلامیات پارٹ ون 347 (سرگودھا یونیورسٹی میں اول پوزیشن)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مادر علمی کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اس مرکز علم کو فروغ علم کا ذریعہ بنائے۔ خداوند عالم ادارہ کے سربراہ حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی دیگر معزز اساتذہ کرام معاونین اور مجلس مشاورت و مجلس عاملہ کے فاضل اراکین کو ترقی اور بہتر اجر سے سرفراز فرمائے۔ آمین

جامعہ اسلامیہ لاہور کی اپنے نیو کیمپس منتقلی

محقق العصر حضرت مفتی محمد خان قادری کی زیر نگرانی خدمت دین متین سرانجام دینے والی عظیم مادر علمی جامعہ اسلامیہ لاہور اپنی ذاتی بلڈنگ میں منتقل ہوگئی ہے ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور اور کاروان اسلام کے دفاتر بھی اپنے نیو کیمپس میں منتقل ہو گئے ہیں لہذا نیا ایڈریس نوٹ فرمالیں۔

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ بلیوارڈ۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

فون: 4-5300353 موبائل: 0300-9429027

فنِ تقریر نویسی

تحریر: ڈاکٹر محمد صالح طاہر

اردو ادب میں تقریر نویسی کے فن نے ابھی وہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں کیا جس کا یہ متقاضی ہے۔

اردو ادب میں میری نظر سے ابھی تک صرف چند طلباء، علماء یا سیاستدانوں کی مطبوعہ تقاریر ہی گزری ہیں۔ اِس موضوع پر اعجازِ نطق کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب ہی تقریر لکھنے والوں کو پڑھنے کی دعوت دیتی ہیں:

۱- مباحثہ — سید وحید الحسن ہاشمی
۲- منتخب تقریریں — نذیر انبالوی
۳- شاہکار تقریریں — شاہد محمود
۴- نفیس تقریریں — آصف رضا
۵- خطباتِ مجاہدِ ملت — محمد صادق قصوری
۶- فنِ تقریر — مصباح الحسن ڈار

مولانا حالی نے مقدمہ شعر و شاعری میں فنِ تقریر کی ساحری پر قلم اٹھایا ہے۔ تقریر موتی بکھیرنے کا وہ فن ہے جس سے آدمی دشمن کو بھی دوست بنا لیتا ہے۔ اس فن کے آشنا ہر دل عزیز اُستاد، وکیل، سیاستدان یا مبلغ بن سکتے ہیں۔

ہمارے ملک میں جہاں نواب بہادر یار جنگ، عطاءاللہ شاہ بخاری، اور شورش کاشمیری جیسے مقرر گزرے ہیں وہاں صدیق سالک اور نسیم حجازی جیسے تقریر نویس بھی رہے ہیں بلکہ آج بھی مجیب الرحمان شامی، محمد سلیم کیانی، نذیر ناجی اور ڈاکٹر اجمل نیازی یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ ایک تکنیکی کام ہے اور بقول کسی کے اس فن کے شاہسوار صرف مقرر حضرات ہی ہو سکتے ہیں لیکن میرے نزدیک یہ صرف مقررین کا ہی کام نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جس کا وسیع مطالعہ ہو وہ اس فن میں شہرتِ دوام حاصل کر سکتا

ہے۔

اس بحث میں پڑنے سے پہلے کہ تقریر کیسے لکھی جاتی ہے یہ بتانا ضروری ہے کہ اس کی اقسام کونسی ہیں۔

سیرت نگاری

جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے حضورؐ اور دیگر مشاہیر کے اقوال و افعال کے بارے میں ہونے والی تقاریر مثلاً!

۱) حضورؐ بحیثیت سپہ سالار
۲) نبی کریمؐ بحیثیت منصفِ اعلیٰ
۳) آنحضرتؐ بطور انسان کامل
۴) حضورِ اکرمؐ بحیثیت قانون دان
۵) وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
۶) حضورؐ بحیثیت محسنِ انسانیت
۷) سیرت علیؓ
۸) شہادت حسینؓ
۹) سیرت خلفائے راشدینؓ

مندرجہ بالا موضوعات پر لکھنے والے کو واقعات کا صحیح علم ہونا چاہیے۔ پوری سیرت طیبہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہونی چاہیے۔ کیونکہ بولنے والے کا ہر لفظ جب تک سننے والوں کے دل میں نہیں اترے گا مقرر کو اس کے کام میں کامیاب نہیں گردانا جائے گا۔

مباحثہ

ایسی تقریر کو کہتے ہیں جس میں بولنے والوں کو قرارداد کے حق یا مخالفت میں بولنا ہوتا ہے۔ مثلاً

۱۔ احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
۲۔ خواتین یونیورسٹی ضروری ہے یا نہیں

تقریری مقابلہ/مذاکرہ

ایسے مقابلوں کو کہتے ہیں جس میں تمام شرکاء کوایک ہی موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہوتا ہے مثلاً

۱۔ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ

۲۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ

۳۔ یوم آزادی

۴۔ یوم دفاع پاکستان

۵۔ سقوط ڈھاکہ

مندرجہ بالا تمام اقسام تعلیمی اداروں کی سالانہ تقریبات کا لازمی جزو ہیں۔ تقریر لکھنے کے لئے تقریر نویس کو الفاظ کا چناؤ بڑی احتیاط سے کرنا ہوتا ہے۔ تاہم احادیث، قرآنی آیات، اشعار اور اقوال زریں کا استعمال تقریر کو انتہائی موثر بنا دیتا ہے۔

تقریر لکھنے والے کے ذہن میں یہ بات لازماً ہونی چاہیے کہ مقابلوں کے دوران مصنفین حضرات کن باتوں کو اہمیت دیتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ مواد

۲۔ انداز

۳۔ تلفظ

۴۔ سامعین کی پسندیدگی

اس سے بھی بڑھ کر جس بات کو ذہن میں رکھنا ہوتا ہے وہ ہے وقت کی پابندی۔ تقریری مقابلوں میں تھوڑے سے وقت میں بہت سے مقررین کو حصہ لینا ہوتا ہے۔ لہذا تقریر کو پانچ تا سات منٹ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اس بات کو مدنظر نہ رکھا جائے تو مقرر اپنا اکثر وقت تمہید یا غیر ضروری باتوں میں ہی گزار دے گا اور اصل موضوع تک پہنچ ہی نہیں پائے گا کہ اس کا وقت ختم ہو

جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ تقریر لکھنے والے کا اپنا مطالعہ بہت وسیع ہونا چاہیے۔ اسے موضوع پر پورا عبور ہونا چاہیے، ملکی و غیر ملکی حالات کا علم ہونا چاہیے۔ شاعری سے لگاؤ کی وجہ سے وہ تقریر کو چار چاند لگا سکتا ہے۔

مقرر کا اپنا انداز، آواز اور موقع محل کے مطابق بات کرنا تقریری مقابلوں میں کلیدی رول ادا کرتے ہیں۔ لیکن بغیر سوچے سمجھے روسٹرم پر بولتے جانے سے انعام کی قطعاً امید نہیں رکھی جا سکتی۔ صرف وہی لوگ محفل لوٹ کے جاتے ہیں جو موضوع کے تمام واقعات کو تسلسل کے ساتھ تسبیح کی طرح بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ نیز تشبیہ، استعارے اور کنایئے کی زبان میں ملکی و غیر ملکی حالات و واقعات کو موضوع سے منسلک کرتے چلے جاتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر تقریر کرنے والا موضوع کی مناسبت سے اپنے مواد کو بہتر طریقے سے ترتیب دے اور اس کی پیشکش بھی عمدہ طریقے سے کرے۔ اگر وہ ان دونوں عوامل کو احسن طریقے سے بروئے کار لائے گا تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ تقریر کے حوالے سے اپنا نام نہ روشن کرے۔

تبصرہ کتب

نئی کتابیں

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے لیے دو نسخے ارسال کیجئے

مبصر: ملک محبوب الرسول قادری

قصص الانبیاء (ہمارے پیغمبر)......از......احمد مصطفیٰ صدیقی

زاویہ پبلشرز 6۔ مرکز الاولیس سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور نے محترم احمد مصطفیٰ صدیقی راہی کی کتاب قصص الانبیاء (ہمارے پیغمبر) شائع کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ زیر نظر کتاب میں منتخب انبیاء کرام اور مرسلین کے تذکار مبارکہ شرح وبسط کے ساتھ شامل اشاعت کیے گئے ہیں۔ نسل انسانی کے باپ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت لقمان، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت عزیر علیہ السلام، حضرت ذکریا علیہ السلام، حضرت مریم، حضرت یحییٰ علیہ السلام، اور حضور رسالت پناہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ذکرِ مبارک قرآن حکیم سے استنباط کر کے نہایت دل نشین انداز میں کتاب مرتب کی گئی ہے۔ دو سو چالیس صفحات کی اس طباعت کا معیار کتاب بہتر اور سرورق نہایت ہی دیدہ زیب ہے۔ جبکہ قیمت صرف ایک سو روپیہ ہے۔

سیدہ کا لال......از......علامہ راشد الخیری

زیر نظر کتاب کی مقبولیت وثقاہت کے لیے مصور فطرت علامہ راشد الخیری کا نام ہی بہت کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علامہ راشد الخیری کو منظر کشی کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے وہ مثالی ہے، ان کی تمام تحریریں بولتی ہیں اور مقبولیت وشہرت کی آسمان کو چھو رہی ہیں۔ لیکن علامہ راشد الخیری کی زیر نظر کتاب......سیدہ کا لال......ان کی تمام تصانیف میں سرفہرست ہے۔ کتاب میں فاضل مصنف

شہزادہ کونین جگر گوشہ رسول حضرت سیدنا امام حسین علی جدہ و علیہ السلام کے ذکر خیر سے اپنی تحریر کو زینت بخشی ہے کتاب کی سطر سطر سے اہل بیت اطہار اور خصوصاً حضرت سیدنا امام حسین کے ساتھ موصوف کی قلبی، روحانی عقیدت ومحبت اور نسبت کا احساس ابھرتا ہے۔ فاضل مصنف نے جس انداز میں آج سے پون صدی قبل یہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا اور بارگاہ حسینیت میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے آج بھی ان کی تروتازگی اور مہک برابر موجود ہے۔ علامہ راشد الخیری نے یہ کتاب جولائی ۱۹۳۱ء میں مکمل کی اور آج ۲۰۰۳ء میں اس عظیم تبرک کو محترم نجابت علی تارڑ نے زاویہ پبلشرز کے زیر اہتمام ایک بار پھر بڑی محبت کے ساتھ شائع کیا ہے۔ پونے دوسو صفحات کی اس کتاب کا ہدیہ صرف اسی روپے ہے سرورق خوبصورت اور جلد مضبوط۔

معین الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ......از......ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مقبول مصنفین میں سے ایک ہیں اور ان کی تحریریں بالخصوص تصوف کے ساتھ شغف رکھنے والے قارئین کے لیے خاص دلچسپی کا باعث بنتی ہیں۔ زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف نے حضرت غریب نواز، معین الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت وسوانح، خدمات، جدوجہد، اوراد و وظائف اور تعلیمات کے حوالے سے نہایت اہم معلومات، دلائل اور مستند حوالہ جات کے ساتھ جمع کر دی ہیں۔ یہ کتاب بھی پونے دوسو صفحات پر محیط ہے اور اس کو بھی جدید گٹ اپ کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت زاویہ پبلشرز کو حاصل ہوئی ہے۔ نہایت خوبصورت سرورق اور دلوں میں اترنے والی اس بہترین کتاب کو ہر لائبریری اور ہر گھر میں موجود ہونا چاہیے۔ ہدیہ صرف/۸۰ روپے

یاد رہے کہ محترم نجابت علی تارڑ نے زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور میں اگست ۲۰۰۲ء کو منتقل کیا۔ گویا اب اکتوبر ۲۰۰۳ء میں اس ادارے کو یہاں قائم ہوئے ۱۴ ماہ کا قلیل عرصہ گزر رہا ہے۔ اس دورانیے میں کتاب کے ساتھ قلبی شغف رکھنے والے اس نوجوان نجابت علی تارڑ نے چالیس کتابیں شائع کی ہیں۔ جن میں کشف العرفان (ڈاکٹر نور محمد ربانی)، اللہ والے (ظہور الحسن شارب) اللہ والیاں (احمد مصطفیٰ صدیقی راہی)، تاریخ مشائخ نقشبند (محمد صادق قصوری)، افضل

الرسل ﷺ (محمد صادق قصوری)، مکاشفات و روحانیات (پروفیسر عبدالصمد الصارم الازہری)، کرامات صحابہ رضی اللہ عنہ (عبدالمصطفی اعظمی)، جنتی زیور (عبدالمصطفی اعظمی)، تاریخ ساز اقوال (رائے محمد کمال)، اولاد کو سکھاؤ محبت حضور ﷺ کی (ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی، ترجمہ ڈاکٹر محمد مبارز ملک)، اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ (ثریا بتول علوی)، فیضان اویس (حضرت خواجہ نور الحسن تارک اویسی رحمۃ اللہ علیہ)، تحفہ جوانی (ابن کرم)، حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (بشیر حسین چشتی نظامی)، کشف المحجوب (حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویریؒ)، اسلام میں شادی کا تصور (پروفیسر سعید احمد عشتی)، ملفوظات و فوائد حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ (خواجہ بشیر حسن چشتی نظامی)، شیریں حکایات (محمد امین شرقپوری)، گلدستہ احادیث (حضرت اعلیٰ غلام مرتضی بیربلوی)، بزرگوں کے عقیدے (مفتی جلال الدین احمد امجدی)، محفل اولیاء (حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی)، اسلام کی اخلاقی تعلیمات (حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)، تاریخ اولیاء (حضرت خواجہ حسن چشتی نظامی)، زلف و زنجیر مع لالہ زار (علامہ ارشد القادری)، القاعدہ (مقبول ارشد)، تاریخ کے گمشدہ اوراق (علامہ نیاز فتح پوری)، جنت کا میوہ (قاری محمد رمضان)، حضرت عثمان کا عہد تاریخ (ڈاکٹر نور احمد)، پیارے رسول کی پیاری باتیں (فیاض سید)، حضرت علی کا دور خلافت (قاری محمد علی نقشبندی)، حضرت علی کا دور خلافت (قاری محمد علی نقشبندی)، حضرت ابو بکر صدیق کا دور خلافت (علامہ خالد محمود)، حضرت عمر کا دور خلافت (علامہ خالد محمود)، اولاد کو سکھاؤ محبت اہل بیت کی (ڈاکٹر محمد مبارز ملک)، منتخب حدیثیں (علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی)، شرح قصیدہ بردہ شریف (مولانا عبد المالک)، قصص الانبیاء (احمد مصطفیٰ صدیقی)، سیدہ کا لال (علامہ راشد الخیری)، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری (ڈاکٹر ظہور الحسن شارب)، اعجاز قرآنی (عبدالمجید شاکر)، وظائف اشرفی (محمد علی حسین اشرفی) ایک سال دو ماہ کی قلیل مدت میں ۴۰ کتابوں کی اشاعت کا "چلہ" محترم نجابت علی تارڑ اور زاویہ پبلشرز کے لیے مبارک قدم ہے۔

انسے رابطہ کے لیے زاویہ پبلشرز ۶ مرکز الاولیس (ستا ہوٹل) دربار مارکیٹ لاہور۔ فون، ۰۴۲-۷۲۲۸۶۵۷- اور موبائل نمبر ۰۳۰۰-۹۴۶۷۰۴۷
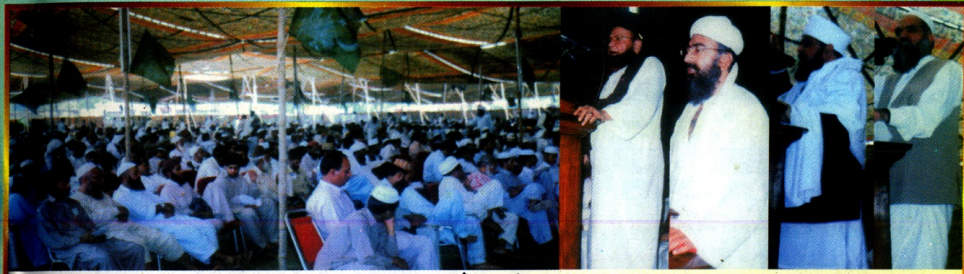
مینار پاکستان کے سبزہ زار پر جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی تربیتی کنونشن سے شیخ الاسلام مولانا شاہ احمد نورانی، امیر اہلسنت پیر میاں عبدالخالق قادری
پیر محمد عتیق الرحمان اور مفتی محمد خان قادری مخاطب ہیں

جامعہ العالم انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز سیالکوٹ کے سنگِ بنیاد کی تقریب سے وزیراعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات، موسس صاحبزادہ حامد رضا اور ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی
مخاطب ہیں جبکہ مفتی محمد خان قادری، صاحبزادہ عبدالمصطفےٰ ہزاروی، آزاد کشمیر کے وزراء چوہدری مسعود خالد، سردار محمد یعقوب، مفتی منصور الرحمٰن، سپیکر ثناء اللہ قادری کے علاوہ
سابق صوبائی وزیر تعمیرات چوہدری اختر علی، تحصیل ناظم سیالکوٹ اکمل چیمہ، چوہدری خوش اختر سبحانی اور دیگر شریک ہیں
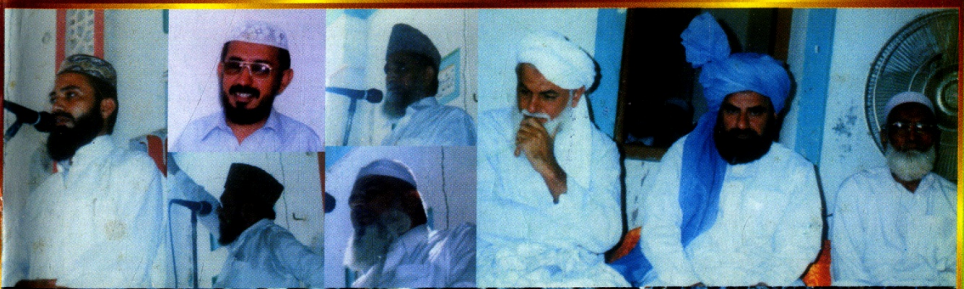
حضرت خواجہ معین الدین چشتی پیر بلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سالانہ عرس مبارک کے اجتماع سے قاری محمد انیس نعیمی، ملک محبوب الرسول قادری
مولانا قاضی منظور احمد چشتی، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی اور حاجی اصغر علی بھٹی مخاطب ہیں جبکہ سٹیج پر مشائخ پیر بل شریف تشریف فرما ہیں

حضرت سیاح حرمین پیر سید طاہر حسین شاہ مدظلہ،
ادارہ معین الاسلام پیر بل شریف میں
صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی
قاری پروفیسر محمد مشتاق انور اور
ملک الطاف عابد اعوان کے ہمراہ بیٹھے ہیں